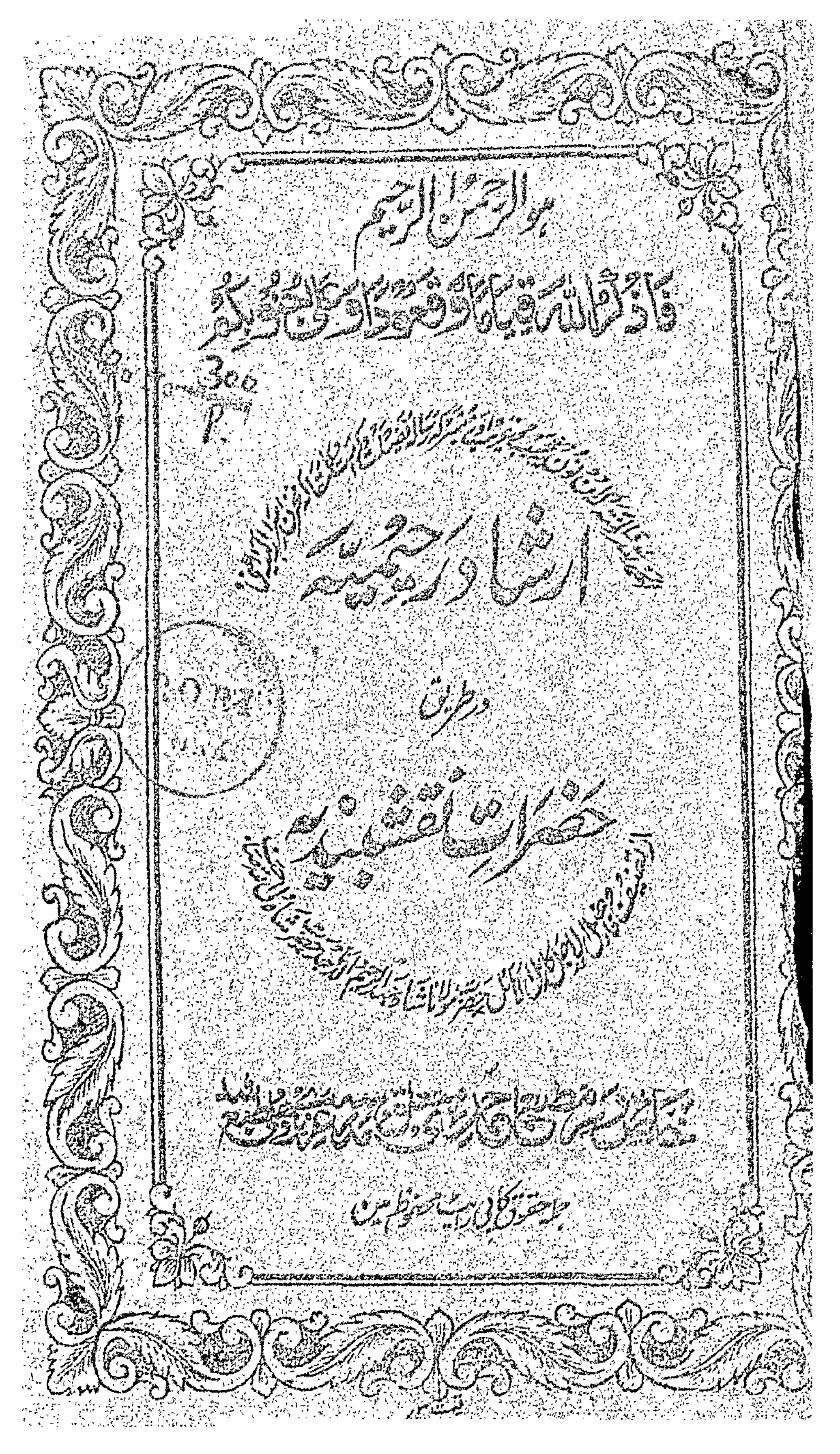


هو الرحمن الرحیم

فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم

[illegible]

ارشاد رحیمیہ

در طریق

حضرات نقشبندیہ

[illegible] حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کما ھو بہ حقیق والصلوۃ
والسلام علی رسولہ محمد الشفیق
کما ھو بہ ملیق وعلی آلہ واصحابہ
الذین غاصوا فی بحر التوحید
واظہروا فرائد الدرر من لجۃ
العمیق اما بعد می گوید قلیل البقا عتیق
وکاسد القناعت الراجی من اللہ الکریم
محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین الاویسی النقشبندی
غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاستاذہ ومرشدہ
کہ درین اوراق کلماتے چند کہ سالکان این
طریقہ شریفہ علیہ وقوف بر وے لازم است
بیان کنم شاید کہ اہل دولتی را بہرہ ازین
حاصل شود بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ
این فقیر بدین نعمت عظمی واصل شود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف وثنا اللہ جل شانہ کے ہی واسطے ہے
جیسی چاہیے۔ اور صلوٰۃ وسلام اوسکے رسول حضرت
محمد رسول اللہ پر جیسا اونکے لائق ہی صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ اجمعین اور انکے آل واصحاب پر جنہوں نے
دریای توحید مین غوطے لگائے اور اچھی گوہر بیبہا تہ سے
نکالے۔ اسکے پیچہے کہتا ہے کم ہنر وکم سرمایہ امیدوار
خدای کریم محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین اویسی
نقشبندی اللہ مغفرت کرے اوسکی اور اوسکی والدین
اور استادوں اور مرشدوں کی کہ ان اوراق مین
ایسے چند کلمے جنسے واقف ہونا اس عالی طریقہ شریفہ
کے سالک کو لازم ہی بیان کرتا ہوں شاید کسی خوش
نصیب کو اس سے فائدہ ہو حدیث شریف مین آیا ہے الدال
علی الخیر کفاعلہ یعنی نیک رستہ بتانیوالا ایسا ہی جیسا وہ
نیکی کرنیوالا پس دونوکو ثواب برابر ہی تو اس فقیر کو بھی نعمت عظمی حاصل ہو

شعر

بادیہ ہا بطلب ہیچ کسے ‏ — ‏ در ماندہ بنارسائی ای تو
وادیم نشان گنج مقصود ترا ‏ — ‏ گر ما نرسیدیم تو شاید برسے

واللہ الموفق بطریق السداد +

ترجمہ یعنی باوجودیکہ میں کچھ حاصل نہ کیا اور کسی لائق نہوا - اور تھک گیا نہ پہنچ سکا تجھکو گنج مقصود کا پتا دیدیا ہے - کہ اگر ہم نہیں پہنچی شاید تو پہنچ جاوے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہ راست کی

فصل

بدان ایدک اللہ تعالی عنک و ابقاک کہ طریقہ بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجہ بہاء الحق والدین والشرع المعروف بنقشبند و خلفاء ایشان قدس اللہ تعالی ارواحہم - بعد از تصحیح عقیدہ اہل سنت وجماعت واتیان اعمال صالحہ واتباع سنن ماثورہ واقتفاء بسلف صالح رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین و عزیمت در عمل واجتناب از محظورات و مکروہات دوام عبودیت است یعنے دوام حضور با حق سبحانہ وتعالی است بے مزاحمت شعور غیر بلکہ از شعور این شعور نیز علی مرور الاوقات من غیر فترۃ و تشتت عزیمۃ و این سعادت عظمی و نعمت البقی بے جذبہ الہی کہ جذبہ من جذبات الحق خیر من عبادۃ الثقلین میسر نیست و موثر ترین اسباب حصول این جذبہ جز صحبت برگزیدہ کہ سلوک وے بطریق جذبہ باشد و مشرف بہ تجلی ذاتی شدہ باشد نیست و صحبت مع الشرائط

فصل

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور لقا باللہ کا درجہ دے) کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاؤ الحق والشرع والدین نقشبند - اور انکے خلفاء قدس اللہ تعالی ارواحہم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہل سنت وجماعت کا عقیدہ درست کرے اور نیک عمل کرے - اور اتباع سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین کی پیروی کرے اور اعمال میں عزیمت اختیار کرے اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں اونسے بچے - ان سب باتون کے بعد دوام عبودیت ہے یعنی دوام حضور حق سبحانہ سے ایسی طرح کہ شعور غیر کچھ اوسمین مزاحمت نہ کرے بلکہ اس شعور کا شعور بھی مزاحمت نہ کرے - ہر وقت بے پریشانی اور بے پراگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھ دوام حضور رہے اور یہ سعادت عظمی اور یہ نعمت البقی بے جذبہ الہی کے میسر نہیں وہ جو کہا ہے - (اللہ کے جذبوں میں سے ایک جذبہ دونو جہان کی عبادت سے بہتر ہے) وہ یہی جذبہ ہے اور اس جذبہ کے حصول کو سب سے موثر ایسے بزرگ کی صحبت ہے جسکا سلوک

و الا ادب موثر است و الا بسا کس
سالہا در صحبت اولیا با حسن عقیدہ ماندہ
وندو اثر کمال ظاہر نشدہ و از سبب
ترک ادبے از اعلے علیین در اسفل
السافلین افتادہ چنانچہ در سنۃ اللہ
توالد و تناسل صوری بے مادر و پدر
متعذر توالد معنوی بے مرشد متعسر
قال الشیخ ابو علی الدقاق قدس سرہٗ
الشجرۃ التی تنبت بنفسہا لا تثمر لہا
وان کان لہا ثمر یکون بغیر لذۃ
و این فقیر را بظاہر وصلت بہ تلقین و
اجازت از شیخ علی التحقیق بالاقتداء
حقیق جامع مظہرات السبحان حافظ
کلام الرحمن خواجہ سید عبداللہ است
قدس سرہٗ و ایشان را از شیخ المشایخ
حضرت شیخ آدم بنوری است و ایشان
را از مرشد زمانہ و شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی
کابلی است و ایشان را از ناشر
طریقہ علیہ در بلاد ہند حضرت خواجہ
محمد باقی است و ایشان از حضرت
خواجہ امکنکی است و ایشان را از
مولانا درویش محمد است و ایشانرا
از مولانا محمد زاہد است و ایشان از
قدوۃ الابرار خواجہ عبیداللہ احرار است

اور آداب کے ساتھ ہو اور نہین تو بہتیرے
لوگ اولیا کی صحبت مین عقیدہ کے ساتھ برسون
رہے ہین اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہین ہوا اور
بسبب ایک ادب کے ترک کرنیسے اعلی علیین سے
اسفل السافلین مین جا گرے ہین جیسے سنۃ اللہ
یون ہے کہ فرزند ظاہری بے مان اور باپ کے
پیدا نہین ہوتا۔ اسیطور اولاد معنوی بے مرشد
کے دشوار ہے ملا حضرت ابو علی دقاق قدس سرہٗ
فرماتے ہین یعنی جو درخت خود بخود اوگے
اسمین میوہ نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے تو اسمین لذت
نہین ہوتی م اور اس فقیر کو ظاہر مین وصل تلقین و
اجازت کا آنشے سے جو تحقیق شیخ ہین اور اقتدا کے
لائق ہین جامع ہین مظہرات سبحان کے اور حافظ
کلام رحمن کے. وہ حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ
ہین اور اونکو شیخ المشائخ حضرت شیخ آدم بنوری سے
ہے۔ اور اون کو مرشد زمانہ اور شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کابلی سے
ہے۔ اور اون کو جو ناشر (دین پھیلانیوالے) سے
طریقہ علیہ ہند مین ہین۔ حضرت خواجہ محمد باقی
اون سے۔ اور اون کو حضرت خواجہ امکنکی سے
اور اون کو مولانا درویش محمد سے ۔ اور
اون کو مولانا محمد زاہد سے اور اون کو
قدوۃ الابرار زبدۃ الاحرار عارف معارف
باللہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے
ہے ۔ ۔ ۔

وایشان از شیخ الشیوخ جامع المعقول و
المنقول صاحب العلم والعمل مولانا
یعقوب چرخی وایشان را از قطب الاقطاب
سلطان العارفین صاحب الطریقة خواجه
بهاء الحق والدین المعروف بنقشبند وایشان
را در طریق نظر قبول بفرزندی از شیخ طریقة
خواجه محمد بابا سماسی است امانسبت تربیت
حضرت خواجه قدس سره بحقیقت از روحانیة
حضرت خواجه بزرگ خواجه عبد الخالق
غجدوانی است ونسبت اراده وصحبت
وتعلیم بآداب سلوک وتلقین ذکر حضرت
خواجها از حضرت امیر سید کلال است
وایشان از خواجه محمد بابا سماسی است
وایشان را از خواجه علی رامیتنی وایشان را
از خواجه محمود الخیر فغنوی وایشان را از
خواجه عارف ریوگری وایشان را از
خواجه عبد الخالق غجدوانی که سر حلقهٔ
خواجگانند وایشان را از خواجه امام
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب همدانی
وایشان را از خواجه علی فارمدی طوسی
است که از کبار مشایخ خراسانند وحجة
الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در
علم باطن از ایشان ست وایشان را
از شیخ ابو القاسم گرگانی وشیخ ابو القاسم را
انتساب در علم باطن بدو جانب است

اور اون کو شیخ الشیوخ جامع معقول اور
منقول صاحب العلم والعمل مولانا یعقوب
چرخی سے اور اون کو قطب الاقطاب
سلطان العارفین صاحب الطریقت خواجہ
بہاؤ الحق والدین المعروف نقشبند سے اور
اون کو نظر قبول بفرزندی شیخ طریقت خواجہ
محمد بابا سماسی سے ہے مگر تربیت کی نسبت
حقیقت مین روحانیت سی ہے حضرت خواجہ
بزرگ خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے
ہے۔ اور نسبت ارادت اور صحبت اور
سلوک اور تلقین ذکر کے حضرت امیر
سید کلال سے ہے۔ اور اون کو خواجہ
محمد بابا سماسی سے ہے۔ اور ان کو
خواجہ علی رامیتنی سے اور اون کو
خواجہ محمود الخیر فغنوی سے۔ اور انکو
خواجہ عارف ریوگری سے۔ اور انکو
خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے۔ جو
سر حلقۂ خواجگان ہین۔ اور اونکو خواجہ
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی
سے۔ اور اونکو خواجہ علی فارمدی طوسی
سے جو خراسان کے بڑے مشائخون مین ہین
اور حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کو تربیت علم
باطن مین انہین سے ہے۔ اور اونکو
شیخ ابو القاسم گرگانی سے۔ اور شیخ ابو القاسم
کو علم باطن مین نسبت دو جانب سی ہے

یکے شیخ ابوالحسن خرقانی و دیگر شیخ ابویزید بسطامی است و ولادۂ شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابویزید است بمدتے و تربیت شیخ ابویزید ویرا بحسب باطن و روحانیت بوده است نه بظاہر و صورت و نسبت ارادۂ شیخ ابویزید بحضرت امام جعفر صادق است رضی اللہ تعالی عنہ و بنقل صحیح ثابت شده است که ولادۂ شیخ ابویزید نیز بعد از وفات حضرت امام است و تربیت حضرت امام ویرا بحسب معنی و روحانیت بوده است نه بحسب ظاہر و صورت و نسبت امام جعفر صادق را رضی اللہ تعالی عنہ چنانچه شیخ ابوطالب مکی قدس سره در قوت القلوب آورده دو نسبت ثابت است یکے بوالد بزرگوار خود امام محمد باقر و ایشان را بوالد بزرگوار خود امام محمد زین العابدین علی بن الحسین ست ایشان را بوالد بزرگوار خود امام حسین و ایشان را بوالد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین و ایشان را بحضرت رسالت پناه و مشایخ طریقه قدس سره سلسله نسبت

ایک تو شیخ ابوالحسن سے اور شیخ ابوالحسن خرقانی کو ابویزید بسطامی سے۔ اور شیخ ابوالحسن کی ولادت شیخ ابویزید سے مدت کے بعد ہے۔ اور تربیت شیخ ابویزید کی اونکو بحسب باطن اور روحانیت کے ہے۔ ظاہر مین نہین ہے۔ اور نسبت ارادۂ شیخ ابویزید کی حضرت امام جعفر صادق سے ہے رضی اللہ تعالی عنہ۔ اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادۂ شیخ ابویزید کی بھی بعد وفات حضرت امام جعفر صادق کے ہے۔ اور تربیت حضرت امام کی شیخ ابویزید کو بحسب معنے اور روحانیت کے ہے۔ بحسب ظاہر نہین ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کو بمو جب لکھنے شیخ ابوطالب مکی قدس سرہ کے۔ جو قوت القلوب مین لکھا ہے۔ دو نسبت ثابت ہین۔ ایک تو اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے۔ اور اونکو اپنے والد بزرگوار امام محمد زین العابدین علی بن الحسین سے۔ اونکو اپنے والد بزرگوار امام حسین سے۔ اور اون کو اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے۔ اور اونکو حضرت رسالت پناہ صلعم سے اور مشایخ طریقت قدس سرہ نسبت

آئمہ اہلبیت را رضی اللہ تعالیٰ عنہم از
جہت نفاست و عزت و شرفی کہ دارد
سلسلۃ الذہب نام کردہ اند و نسبت دیگر
کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کہ پدر مادر حضرت امام است
و از فقہای سبعہ بودہ است و بے نظیر زمان
خود در علم ظاہر و باطن وی را نسبت از
باطن سلمان فارسی است رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و وے را با وجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم نسبت باطن با امیر المومنین ابی
بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز
بودہ است بعد از انتساب بحضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت
امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ
در قدسیہ نوشتہ اند اہل تحقیق بر آنند
کہ امیر المومنین علے کرم اللہ وجہہ بعد
از حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وسلم از ان خلفا کہ بر امیر المومنین
علے مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن
تربیت یافتہ اند و شیخ ابو طالب مکی
قدس روحہ در قوت القلوب فرمودہ
اند کہ قطب الزمان در ہر عصرے الے
یوم القیامۃ در مرتبہ و مقام نائب
مناب امیر المومنین ابو بکر صدیق ثبت

اہلبیت رضی اللہ عنہم کو بسبب نفاست
اور عزت و شرف کے جو انکو حاصل
ہے سلسلۃ الذہب کہتے ہین۔ اور دوسری
نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو اپنے نانا سے ہے۔ جو
ساتوین فقہا مین سے ہین اور اپنے زمانہ
کے بے نظیر ہین علم ظاہر و علم باطن مین
اور انکو نسبت باطن سلمان فارسی رضؓ
سے ہے اور انکو با وجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ
سلم کے باطن کی نسبت امیر المومنین حضرت
ابو بکر صدیق رضؓ سے بھی ہے۔ بعد
نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے۔ حضرت امام مقتدا
خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے قدسیہ
مین لکھا ہے۔ کہ اہل تحقیق کے نزدیک
حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
بعد اون خلفاء سے۔ جو آپ سے
پہلے خلیفہ ہوئے ہین نسبت باطن کی
تربیت کی ہے۔ اور شیخ ابو طالب
مکی قدس روحہ نے قوت القلوب
مین فرمایا ہے۔ کہ قطب زمان ہر زمانہ
مین قیامت تک مرتبہ و مقام مین نائب
مناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق کا ہو

و آن شہ دیگراند کہ فروتر از قطب اند
نائب مناب آن شہ خلیفہ دیگراند کہ
امیر المومنین عمر و امیر المومنین عثمان و
امیر المومنین علے اند رضی اللہ تعالے
عنہم و شش دیگر از مستد لیشان نائب
مناب شش دیگر از عشرہ بشرہ رضوان
اللہ تعالی علیہم اجمعین و نسبت دیگر
شیخ ابو القاسم گرگانی در ارادت
باطن بشیخ ابو عثمان مغربی و وے را
با بو علے کاتب و وی را با بو علے
رودباری و وے را بجنید بغدادی و ویرا
بسری سقطی و ویرا بمعروف کرخی و شیخ
معروف را دو نسبت واقع است یکے
بداؤد طائی و ویرا بحبیب عجمی و وے را
بحسن بصری و وے را بامیر المومنین علے
رضی اللہ تعالے عنہ و ایشان را بحضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
و دیگر شیخ معروف را نسبت ارادت
بحضرت امام علی موسیٰ رضاست و
ایشان را بوالد بزرگوار خود امام موسیٰ
کاظم و ایشان را بوالد بزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ
الی آخر النسبۃ کما مر از بیان سلسلہ
این مشائخ قدس اللہ ارواحہم معلوم
میگردد اکثر مشائخ این طریقہ کہ در سلسلہ

اور دو نیچے اوتاد جو اوس مجمنۂ زمان
سے نیچے ہیں وہ نائب مناب ان تینوں
کے ہیں۔ یعنے امیر المومنین حضرت عمر اور
امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین حضرت
علی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور چھ نیچے صادق
اور نائب مناب اون باقی چھ عشرہ مبشرہ کے ہیں
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور دوسری
نسبت ارادت باطنے میں شیخ ابو القاسم گرگانی
کے۔ شیخ ابو عثمان مغربی سے۔ اور اون کو
ابو علی کاتب سے۔ اور اون کو ابو علی
رود باری سے اور انکو جنید بغدادی سے۔
اور اونکو سری سقطی سے اور اونکو معروف کرخی
سے۔ اور شیخ معروف کرخی کو دو طرف سے
ہی۔ ایک تو داؤد طائی سے۔ اور اونکو حبیب
عجمی سے۔ اور اونکو حسن بصری سے اور اونکو
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ اور
اونکو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے اور دوسری نسبت شیخ معروف کرخی
کو حضرت امام علی موسی رضا سے ہے اور
اونکو اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم سے۔ اور
اونکو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق رضی
اللہ تعالے عنہ سے۔ انتہا تک۔ جیسے اوپر
بیان کیا ہے۔ ان مشائخ قدس اللہ
سرہ کے سلسلے کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ

بکو بود اویسی بوده اند و معنی اویسی آن است
که حضرت شیخ طریقت شیخ فرید الدین
عطار قدس اللہ سرہ گفته اند قومے از
اولیاء اللہ باشند که ایشان را مشائخ طریقه
و کبراء حقیقت اویسیان نامند و ایشان را
در ظاهر حاجت به پیری نبود زیرا که
ایشان را حضرت نبوت صلے اللہ علیه و
سلم یا روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت
خود پرورش میدهد بے واسطه غیری چنانچه
اویس را داد رسالت پناه صلے اللہ علیه و
سلم و این مرتبه عالی تا کرا دهند ذالک
فضل اللہ یوتیه من یشاء و بسیارے
از مشائخ طریقت را در آوان سلوک
توجه باین مقام بوده است چنانکه شیخ
ابو القاسم گرگانی طوسی که سلسله شیخ ابو الجناب
نجم الدین کبری بایشان می پیوندد و شیخ
ابو سعید ابو الخیر و شیخ ابو الحسن خرقانی
وغیرهم وغیرهم و اویسی را در سلوک و
وصول بفیض ربانی و تجلیات رحمانی
ارواح مقدسه وسایط می باشند اما
در طریق جذبه که طریق وجه خاص است
هیچ واسطه درمیان نبود۔

اویسی ہوئے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور
اویسی کے یہ معنی ہیں کہ حضرت شیخ طریقت شیخ
فرید الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اولیا
اللہ میں ایک ایسی اولیا ہیں کہ اونکو مشائخ طریقہ
اور کبری حقیقت اویسی کہتے ہیں اونکو ظاہر
میں پیر کی حاجت نہیں ہوتی کہ اون کو حضرت
نبوت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا اور کسی
ولی کی روح اولیا اللہ میں سے اپنی آغوش
عنایت میں پرورش کرتی ہی بے واسطے اور
وسیلہ کسی اور کے جیسی حضرت اویس قرنی کو
حضرت رسالت پناہ نے کی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم اور یہ بلند مرتبہ جسکو خدا دیدے ذالک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء۔ اور اکثر مشائخ طریقت کو زمانہ سلوک کے
اس مقام کیطرف توجہ ہوئی ہی جیسے شیخ ابو القاسم
گرگانی طوسی کو کہ سلسلہ شیخ ابو الجناب نجم الدین
کبری کا اون سے جا ملتا ہے۔ اور شیخ ابو سعید
ابو الخیر۔ اور شیخ ابو الحسن خرقانی اور اونکے
سوا اور بھی۔ اور اویسی کو سلوک میں وصول
فیض ربانی اور تجلیات رحمانی کا جو ہوتا ہے
اوسمیں ارواح مقدسہ واسطہ ہوتی ہیں لیکن
جذبہ کے طریق میں کہ وہ ایک طریق وجہ خاص ہے
کوئی واسطہ درمیان نہیں ہوتا۔

فصل ۲ فصل ۲

بدان اعطاک اللہ تعالے وایانا

جان اے سالک اللہ تعالی تجھے اور ہمیں

صفائح نہایات الکمالات کہ طریقہ سلوک
و وصول این طائفہ بر سہ گونہ است اوّل
طریق ذکر است و چون ذکر از روی لفظ و
نطق گوینده است و از روی مدلول ربانیست
پس برزخ است میان خلق و حق و بسبب
ذکر نوع ارتباطی حاصل خواہد شد کہ
آن علم لدنی است خارج است از تعلیم
و تعلم و ذکر اسم ذات و نفی و اثبات بمنزلہ
ہجا است مر طفل را کہ ہرگز بے ہجا ملکۂ قرأت
حاصل نشود و مشائخ طریقت قدس اللہ
ارواحہم از جملۂ اذکار ذکر لا الہ الا
اللہ را اختیار کرده اند و حدیث نبوی
چنین وارد است کہ افضل الذکر لا الہ
الا اللہ و حجب بندگان نتیجۂ نسیان
و حقیقت حجاب انتقاش صور کونیہ
است در دل و درین انتقاش نفی
حق و اثبات غیر است پس از خلاص شرک
خفی جز بملازمت و مداومت بر معنے
این کلمہ کہ نفی ماسوای حق و اثبات
حق سبحانہ تعالی حاصل نیاید طریق
ذکر آنست لب بر لب زبان بکام چسپانند
و نفس را در درون حبس کنند چنان کہ
بسیار تنگ نشود و حقیقت دل کہ عبارت
از آن لطیفہ دراکہ است کہ در طرفة العین
اورا تا آسمان رفتن و در تمام عالم سیر کردن میسر ست

نہایات کمال ہے معراج عشاق کی کہ سلوک
اور وصول کا طریقہ ان بزرگوں کا تین
طرح ہے اوّل تو ذکر کا طریقہ ہے اور جبکہ ذکر از روئے
لفظ و نطق کے گوئی ہی یعنی اس موجودات میں
ہی اور از روی معنے کے ربانی ہی تو یہ برزخ ہے
یعنی بیچ میں ہی خلقت اور اللہ تعالی کی اور ذکر
کی سبب ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی
جو سیکھنے اور سکھانے سے نہیں آتا اور ذکر اسم ذات کا
اور ذکر اسم ذات کا اور ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ
ہجوں کے ہے جیسے پہلے بچے جب تک ہجے نہ کریں پڑھنا
نہیں آتا اور مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے سب
ذکروں میں ذکر لا الہ الا اللہ کا اختیار کیا ہی اور حدیث شریف
میں یوں آیا ہی کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ یعنی افضل
ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سالکوں کا حجاب نسیان کا
نتیجہ ہے اور حجاب کیا چیز ہے یہ ہے کہ موجودات کے
صورتیں دل میں نقش ہوں اور جب دل میں موجودات کے
صورتیں نقش ہوویں تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات ہوا
تو خلاص شرک خفی سے جبھی ہوتا ہی کہ اس کلمہ کے
معنے پر ہمیشہ رہے اور لازم کرے کہ اس کلمہ میں حق
کا اثبات اور غیر کی نفی ہے. طریقہ ذکر کا یہ ہے
کہ لب کو لب پر اور زبان تالو سے لگاوے. اور دم
کو روکے. مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جاوے
اور دل کی حقیقت گویا کہ ایک لطیفہ دراکہ ہے -
ایسا کہ پلک مارتے میں آسمان پر پہنچ جاوے
اور تمام عالم میں پھر آوے

از همه اندیشها خالے سازد و ویرا
بدل مجازی کہ گوشت پارہ ایست
بصورت صنوبری جانب چپ متوجہ
گرداند و بذکر کردن مشغول کند برین نہج
کہ کلمہ لا الہ را از جانب راست متصل ناف
کشد باز کتف راست حرکت دادہ تا برأ
رساند و کلمہ الا اللہ سخت بر دل صنوبری
زند چنان کہ حرارت او بتمام اعضا
برسد و محمد رسول اللہ را از جانب چپ
تا بجانب راست برد و در طرف نفی وجود
جمیع محدثات را بنظر فنا مطالعہ کند
یعنے چون بدل گوید لا الہ الا اللہ برا
این بخیال اندیشہ معنی لاموجود تصور
کردہ ہمہ اشیا را و خود را درین
اندیشہ محو کند و در طرف اثبات وجود
حق سبحانہ تعالی را بنظر بقا ملاحظہ نماید
یعنی چون الا اللہ گوید ملاحظہ کند آنچہ
موجود ست حق ست و طریق ذکر اسم
ذات آنست کہ متوجہ بقلب صنوبری
شدہ اسم مقدس اللہ بمد تمام و شد
تمام از تحت ناف می کشند و بزبان
دل ذکر می گویند یا ملاحظہ معنے بیچون
بعضے از کبرای این طریقت عقب ہر
ذکر این معنی را ملاحظہ می کنند کہ توئی
مقصود و توئی موجود و بعضے صورت پیر

سب اندیشون سے خالی کرے اور اسکی
دل مجازی کے طرف کہ وہ ایک گوشت کا
ٹکڑا صنوبری شکل ہے - بائین طرف کو متوجہ
کرے اور ذکر کرنے مین مشغول کرے اسطرح
کہ کلمہ لا الہ کو ناف کے متصل داہنی طرف سے
کھینچے پھر داہنے مونڈھے کو حرکت دیکر
بائین مونڈھے پر پہنچاے اور کلمہ الا اللہ کو زور سے
دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اوسکی
حرارت تمام اعضا مین پہنچے اور محمد رسول اللہ کو
بائین طرف سے داہنی طرف کو لیجاے اور طرف نفی کے
مین تمام موجودات کو فنا کے نظر سے دیکھے
یعنی جب دل مین لا الہ الا اللہ کہے تو اسکی برابر
ہی خیال یہ کرے کہ لاموجود یعنی کوئی موجود
نہین تمام اشیا کو اور اپنے تئین مٹا دے
اور اثبات کی طرف مین حق سبحانہ کو بقا کی
نظر سے ملاحظہ کرے یعنی جب الا اللہ کہے تو
یہ یقین کرے کہ جو کچھ موجود ہے حق ہے
اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب
صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسم
مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھ زیر ناف
سے کھینچتے ہین - اور دل کی زبان سے ذکر کرتے
ہین - اور بیچون کے معنے خیال مین رکھتے ہین
اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس
ذکر کے پیچھے یہہ لحاظ مین رکھتے ہین کہ توئی
مقصود ہی اور توئی موجود ہی اور بعضے اپنے پیر کو

در خیال نیسند تصور می کنند و گفته اند باز
داشتن نفس در وقت ذکر سبب آثار
لطف است و مفید شرح صدر است
و اطمینان دل است و موثر است در
نفی خواطر و عادت کردن بباز داشتن
نفس بسبب وجدان حلاوت عظیم ست
و بواسطه مطالعه جمیع کمنونات به نظر
فنا و مشاهده وجود قدیم حق سبحانه
بنظر بقا و ملازمت بر این ذکر حقیقت
توحید در دل ذاکر قرار گیرد و چشم بصیرت
وے کشاده گردد تا او را میان شرع
و عقل و توحید هیچ تناقض نه نماید
و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد
بعد از آن بجا رسد که حقیقت ذکر با
جوهر دل یکے شود و هیچ اندیشهٔ غیر
نماند و ذکر در مذکور فانی گردد چون بارگاه
دل از زحمت اغیار خالی گردد بحکم لَا
يَسَعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلٰكِنْ يَسَعُنِي
قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ جمال سلطان الا
الله تجلے نماید و حکم وعده اذکرکم مجرد
از لباس حروف وصوت و خاصیت
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ آشکارا
شود تا که وجود روحانیت باقی ست
و بمرتبه فنا نرسیده است آن
ذکر بحقیقت خفیه نیست و چون بحقیقت

تصور میں رکھتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت
سانس کو روکنا سبب آثار لطف کا۔ اور شرح صدر کو
مفید ہے۔ اور دل کو اطمینان ہوتا ہے اور خطرے دل
میں نہ آنے کے واسطے بہت اچھا ہے۔ اور سانس
روکنے کی عادت کرے تو ایک حلاوت عظیم ہوتی
ہے بسبب مطالعہ کرنے تمام کمنونات و موجودات کے
فنا کی نظر سے اور حق سبحانہ کے وجود قدیم کے مشاہدہ
کرنے سے بقا کی نظر سے۔ اور اس ذکر پر مداومت
کرنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قرار پکڑتی
ہے اور اوسکی بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے کہ اوسکو بیچ
شرع شریف کے اور عقل اور توحید کے کچھ تناقض
نہیں معلوم ہوتا ہے اور اس مقام میں ذکر دل
ایک صفت لازم ہو جاتی ہے اسکے بعد ایسی مقام
میں پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل ایک
ہو جاتے ہیں اور غیر کا کچھ اندیشہ نہیں رہتا اور
ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب دل کی
بارگاہ اغیار سے خالی ہوئی تو بموجب اس حدیث
قدسی کے (میری وسعت نہیں رکھتی زمین اور نہ میرا
آسمان لیکن میری وسعت ہے مومن بندہ کے دل
میں) سلطان الا اللہ کا جمال تجلی کرتا ہے اور
(اذکرکم یعنی میں تمہارا ذکر کروں) کے وعدہ کا حکم
حرف آواز کے لباس سے مجرد آشکارا ہوتا ہے (ہر شے
ہلاک ہونیوالی ہے مگر اللہ کی وجہ) کی خاصیت ظاہر
ہوتی ہے جبتک روحانیت کا وجود باقی ہے اور فنا کے
مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے وہ ذکر خفیہ نہیں ہے حقیقت

فنا برسد آنجا بود که باطن او از نفی
بایستد. و بجز از اثبات نتواند و ذکر
او الله الله الله شود و انچه حقیقت کلمه
وسر اوست به رسد و حقیقة الذکر
عبارة عن تجلیة الحق سبحانه لذاته
بذاته من حیث الاسم المتکلم
اظهارا للصفات الکمالیة
ووصفا بالنعوت الجمالیة والجلالیة و اول
تجلے که بر سالک آید در مقامات سلوک
تجلے افعال بود که آنرا محاضره خوانند
وانگاه تجلے صفات شود که آن را
مکاشفه خوانند و انگاه تجلے ذات
شود آن را مشاهده خوانند و حضرت
خواجه امام ربانی خواجه یوسف همدانی
رحمة الله علیه که سلسله مشایخ ما قدس الله
ارواحهم بایشان مے پیوندد و
چنین فرموده اند که طالب را باید
شب و روز مستغرق لا اله الا الله
باشد خواب و بیداری
بر کفت وی نفقه کند و
دست از نوافل نماز ها و ذکر ها
و تسبیحها بدارد و اختصار بر این کلمه
کند جائیکه علم لدنی و حکمت الٰهی
بود و خدمت بنقل زحمت باشد
و در قطع علایق مخلوقات هیچ آلتے از

فنا کی حقیقت کو پہونچی ۔ تو وہان ہوتا ہی
کہ اوس کا باطن نفی سے ٹھہر جاتا ہے ۔ اور
سوای اثبات کے اور کچھہ نہین ہو سکتا ۔ اور
اوس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے ۔ اور جو
کلمہ کی حقیقت اور سر ہی اوسی تک پہنچ جاتا ہی اور کلام کی حقیقت کو
پہنچ جاتا ہی کہ ذکر عبارت ہی اللہ کی تجلی لذاتہ بذاتہ سے
اسم متکلم کی حیثیت سے واسطے ظاہر کرنے صفات
کمالیہ کے اور وصف کرنے صفتون جمالیہ و جلالیہ کے
اور پہلے جو سالک پر تجلی آتی ہی سلوک کے مقامات
مین وہ تجلی افعال ہوتی ہی اوسی محاضرہ کہتے ہین
اور پہر تجلی صفات ہوتی ہی جسے مکاشفہ کہتے
ہین اور پہر تجلے ذات ہوتی ہی اوسکا نام مشاہدہ
ہے اور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف
ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہماری مشایخ قدس
اللہ ارواحہم کا سلسلہ جا ملتا ہی ۔ یون فرماتے
ہین ۔ کہ طالب کو چاہیے کہ رات دن لا الہ
الا اللہ مین مستغرق رہے ۔ اپنا سونا ۔ اور
جاگنا ۔ سب اوسی پر صرف کرے ۔ اور نفل نمازون
اور ذکرون ۔ اور تسبیحون سے باز رہی ۔
فقط لا الہ الا اللہ مین سب صرف کرے ۔ سب اسی
کلمہ پر اختصار کرے ۔ جہان علم لدنی ہو
اور حکمت الہی ہو ۔ وہان نفلون سے
خدمت کرنی زحمت ہے ۔ اور مخلوقات کے
علاقہ قطع کرنے کو کوئی آلہ افعال سے

افضال واذکار ظاہری و باطنی
کامل و شافی تر از قول لا الہ الا
اللہ نیست و نیز مشایخ گفتہ اند
اگرچہ دل بذکر گویا گردد از سعے
در ذکر سرنے باید ایستاد علی الخصوص
پیش از صبح و بعد عصر و نماز شام
و حضرت خواجہ امام علی حکیم
ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند
کسے کہ دوام دولت ایمان طلبد
باید کہ در ہر جائے و ہر کارے
عادت وے گفتن کلمہ لا الہ
الا اللہ بود ظلمت شرک خفی
ہموارہ باین کلمہ دور کند و
ہم ایشان فرمودہ اند کہ بیداری
دل را درجات است و بیداری
میسر نمی شود الا بہ اقتضاء دوام اقتضاء
دوام ذکر ست در نوم و یقظہ و
بعضے مشایخ ذکر لا الہ الا اللہ را
اختیار کردہ اند و محمد رسول
اللہ را در وے مضمر می دارند و
مشایخ ما قدس اللہ ارواحہم کلمہ
تمام را مے گویند و قال
حجۃ الاسلام گمان مبر کہ روزن
دل بملکوت بے خواب و بمرگ
کشادہ نگردد کہ این چنین نیست

اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی بہت
کامل و شافی لا الہ الا اللہ سے نہیں
ہے اور یہہ بھی مشایخ نے فرمایا ہے
کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جائے
تو بھی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نہ رہے
علی الخصوص کہ صبح سے پہلے اور عصر اور
شام کے بعد۔ اور حضرت خواجہ امام
علی حکیم ترمذی نے فرمایا ہے کہ جو اپنے
ایمان کے دولت ہمیشہ چاہے وہ
اپنے ہر کام مین اور ہر جائے لا الہ
الا اللہ کہنے کے عادت کرلے ہمیشہ
ظلمت شرک خفی کے اس سے دور
کرتا رہے اور یہہ بھی انہون نے فرمایا
ہے کہ بیداری دل کے واسطے بہت
درجے ہین اور دل کی بیداری
میسر نہین ہوتے مگر اقتضاء سے
اور اقتضاء کیا ہے دوام ذکر
ہے سوتے اور جاگتے اور بعضے
مشایخ نے ذکر لا الہ الا اللہ اختیار
کیا ہے اور محمد رسول اللہ کو اوسمین مضمر
رکھتے ہین اور ہمارے مشایخ قدس اللہ ارواحہم
تمام پورا کلمہ کہتے ہین۔ اور حجۃ الاسلام
نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل
کا روزن ملکوت کیطرف بغیر سونے کے اور بدون
مرنے کے نہین کھلتا۔ کیونکہ یون بات نہین ہے

بلکہ اگر بہ بیداری کسے خویشتن را ریاضت
کند و دل را از دست غضب و شہوت
و اخلاق بد وانایست این جہان
بیرون کند و جای خالی بہ نشیند
و چشم فراز کند و حواس را معطل
سازد و دل بملکوت مناسبت دہد۔
اللہ اللہ اللہ بر دوام گوید بدل نہ
بزبان تا چنان شود کہ از خویشتن واز
ہمہ عالم بیخبر شود و از ہیچ چیز خبر
نداشتہ باشد چون چنین شود اگرچہ
بیدار باشد آن روزن کشادہ شود
آنچہ دیگران در خواب بینند وے
بہ بیداری بیند ارواح و فرشتگان در
صورتہاے نیکو وے را پدید
آیند و پیغامبران را علیہم السلام دیدن
گیرد از ایشان فائدہ ہا گیرد و مددہا
یابد و ملکوت آسمان و زمین بوی
نمایند و کسے را کہ راہ کشادہ باشد
کار عظیم بیند کہ در حد وصف نیاید
واما در بدایت کار تکلف مجاہدہ
و ریاضات درکار است چنانکہ قولہ
تعالیٰ واذکر اسم ربک وتبتل
الیہ تبتیلا یعنے از ہمہ چیزہا
گسستہ گردی و ہمگی خود را بوے
دہی و بتدبیرہاے مشغول نہ گردے

بلکہ اگر کوئی بیداری مین ریاضت کرے
اور دل کو غضب اور شہوت اور
اخلاق بد سے اور بُری کامون سے
اس جہان کے بچائے۔ اور ایک
خالی جاے بیٹھے۔ اور آنکھین بند کرے۔
اور حواس معطل کرے اور دل کو ملکوت سے
مناسبت دے۔ اور اللہ اللہ اللہ ہمیشہ
دل سے کہے زبان سے نہین اس قدر
کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر
ہو جاے۔ اور کسی چیز کی خبر نہ رکھے جب ایسا
ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا روزن ملکوت
کی طرف کھلجاتا ہے۔ جو کچھ اور لوگ خواب
مین دیکھین وہ بیداری مین دیکھ لیتا ہے
ارواحین اور فرشتے اچھی اچھی صورتون
مین اوسے نظر آئین اور پیغمبرون علیہ السلام
کو دیکھنے لگے اور اون سے فائدے
حاصل کرے اور اونکی مدد پائی اور ملکوت
آسمان و زمین اوسکو نظر آئین اور جسکا روزن
کھلجائی وہ ایسے کام عظیم دیکھے جو بیان
مین نہین آسکتے۔ لیکن ابتدا مین مجاہدہ کے
تکلیف ہے اور ریاضتین درکار ہین چنانچہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے یعنی سب چیزون سے
کچھ علاقہ نہ رکھے اور بالکل اپنے تئین اللہ
کو سونپ دے ــــ اور تدبیرون
سے مشغول نہ ہو ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

که او سبحانه خود کار راست کند
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا چون وی را
بوکیلی گرفتی تو فارغ شدی با
خلق میامیز وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا یعنی صبر کن بر
آنچه اہل دنیا طعن و استخفاف کنند
وایشان را بگذار گذاشتن نیک اینهمه
تعلیم مجاهده و ریاضت است تا
دل صافی شود از عبادت خلق و
از شهوات دنیا و از مشغله محسوسات
و راه صوفیان این است و این راه
نبوت ست گمان مبر که این حال
به پیغامبران مخصوص است زیرا که
هر همه آدمیان در اصل فطرت
شائسته آن ست كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى
فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ عبارت ازین شائستگی
است وَمَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ أَنَّ لِلَّهِ عِبَادًا
يُشَاهِدُونَ فِي حَالِ الْيَقَظَةِ مَا لَا
يُمْكِنُ لِغَيْرِهِمْ أَنْ يَرَاهُ إِلَّا فِي حَالِ النَّوْمِ
لَمْ يَهْتَدِ إِلَىٰ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ بِالنُّبُوَّةِ
و جمله محققان مجاهده اثبات کرده اند و
مر آن را سبب مشاهده گفته اند و
سهیل بن عبد الله مجاهده را علت
مشاهده گفته است قال الله تعالیٰ

کہ اللہ آپ اوسکے سب کام بنا دیگا
(یعنی پروردگار مشرق اور مغرب کا نہین
کوئی معبود مگر وہ ہی پس اختیار کر تو اوسکو
وکیل) جب اوسکو وکیل کیا تو سب سے فارغ
ہوا اب خلقت سے نہ مل (یعنی صبر کر جو اہل
دنیا تجھپر طعن کرین اور تیری حقارت کرین
اور اون کو چھوڑ دے اچھی طرح سے) ؁
یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس لئے
کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت
اور دنیا کی شہوت سے۔ اور محسوسات
کے مشغلہ سے۔ اور صوفیون کا رستہ یہی
ہے۔ اور یہ نبوت کی راہ ہے۔ اور
یہہ گمان نہ کرے کہ یہ امور پیغمبرون سے
مخصوص ہین۔ اس لئے کہ ہر آدمی اصل
فطرت مین اسکے لائق ہے (ہر بچہ پیدا
کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) جس کا
یہہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی
ہین جو بیداری مین وہ کچھ دیکھتے ہین جو انکے
سوا نہین دیکھتا مگر سوتے مین تو اوس نے ہدایت
نہین پائی ایمان بالنبوۃ کی حقیقت کی) ؁
اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت کیا ہے
اور اوسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے
اور سہیل ابن عبد اللہ نے مجاہدہ کو
مشاہدہ کی علت فرمایا ہے ــــ فرمایا
اللہ تعالیٰ نے

والذين جاهدوا فينا لنهدينهم
سبلنا وقال الجنيد رحمة الله عليه مشاهدات
مواريث المجاهدات ولا يستقيم النهايات
بتصحيح البدايات وذالا تيسر الا
بترك العادات وهجران المالوفات
بزرگان گفته اند تا صدق مجاهدت
نباشد صفائی سینه نباشد ــــ
طریق دوم توجه است و مراقبه
این طریق از طریق نفی و اثبات اعلیٰ
و اقرب است بجذبه و از طریق
مراقبه بمرتبه وزارت و تصرف در
ملک و ملکوت می توان رسید و
اشراف بر خواطر و بنظر موهبت نظر
کردن و باطنی را منور ساختن و دوام
جمعیت خاطر و قبول دلها از دوام
مراقبه است و دوام دولت مراقبه
بے مقدمه قطع علایق و عوایق و
و صبر بر مخالفت نفس و احتراز از
صحبت اغیار میسر نه گردد ـ و مراقبه
آن ست که آن بیچون و بیچگون
که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد
بے واسطه عبارت عربی و فارسی
و عبری وغیره و غیر آن ملاحظه
نماید دل خود را از محل صنوبری
دور ندارد و این معنے را به جمیع

اور جنہون نے مجاہدہ کیا ہماری راہ مین
البتہ ہم اونکو اپنی راہ دکھاتے ہین اور فرمایا
جناب جنید رحمۃ اللہ نے مشاہدے میراث
ہین مجاہدون کی اور نہایت بے صحت آغاز کے
نہین ہوتی اور یہ بات میسر نہین ہوتی ـ بجز
عادتون کے ترک کرنے سے اور الفت کی چیزون
جدا ہوتے سے) بزرگون نے فرمایا ہے جبتک
صدق مجاہدہ نہوگا سینہ کی صفائی نہوگی +
دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے اور یہ طریق
نفی و اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے ـ اور
بہت قریب ہے جذبہ سے اور مراقبہ کے طریق
سے پہنچتا ہے مرتبہ کو وزارت اور تصرف کے
ملک و ملکوت مین اور دلون کے خطرے معلوم
کرنے لگتا ہے اور بخشش کے نظر کرنے کو اور کسی کے
باطن منور کر دینی کو ـ اور دوام جمعیت خاطر اور
دلون کے مقبول ہونے کو یہہ امور اسی دوام
مراقبہ سے حاصل ہوتے ہین اور دوام دولت
مراقبہ بغیر پہلے ہونے قطع علایق اور عوایق اور
صبر کرنا مخالفت نفس پر اور بچنا اغیار کی صحبت
سے حاصل نہین ہوتا ـ اور مراقبہ کیا ہے وہ
بیچون و بیچگون کے معنے جو مبارک اسم اللہ
سے مفہوم ہوتے ہین بے واسطے کسی عبارت
عربی و فارسی و عبری وغیرہ کے دہیان
مین رکھنی ـ اور اپنے دل کو صنوبری
مقام سے دور نرکہے ـ اور اس معنے کو تمام

مدارک و قوی در نگاہداشت تکلف
کنند تا آن زمان کہ بسبب مداومت
استحضار تکلف از میان برخیزد واگر
درین معنی فتورے واقع شود باسم
ذات کہ اللہ است باتوجہ بآن معنی
مشغول شود تا ذکر بماند وہمان حقیقت
ذکر حاصل شود اما در ابتدا بواسطہ
ضعفے کہ بقیہ است دریافت این معنے
میسر نمی شود ولیکن بتدریج این معنے
پرتو اندازد وچنان شود کہ غیر این معنی
در نظر بصیرت چیزے نہ نماید ہرچند
کہ از خود خواہد کہ تعبیر کند نتواند انا
الحق وھو الحق وھو الحق انا الحق گردد

شعر

ای برادر تو ہمین اندیشۂ | ما بقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل ست اندیشۂ تو گلشنی | ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

ای عزیز حق سبحانہ و تعالے نفس ناطقہ را
استعدادے بخشیدہ است کہ ہر امرے
کہ متحقق فی نفس الامر است روی آرد رنگ
ہمان پذیرد و ہر چیزیرا کہ نصب العین
خود سازد حکم آن گیرد

کہ گل گذرد بخاطرت گل باشے | ور بلبل بیقرار بلبل باشے
تو جزوی و حق کلست اگر روزے چند | اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشے

وطریقے کہ نگاہداشت این آسان تر باشد
آن است کہ دم را زیر ناف حبس کردہ

تمام مدرکون اور قوتون مین خواہ نخواہ نگاہ رکھے
جب تک اوسکی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ
رکھنا دور ہو جاوے۔ اور جو اس معنی مین کچھ فتور
ہو جاوے تو اسم ذات یعنے اللہ اوسکے معنے کیطرف
مشغول ہو۔ اوسی معنے سے تا کہ ذکر رہ جاوے۔ اور وہ
ہی حقیقت ذکر کی حاصل ہو لیکن ابتدا مین اوس
ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل
کرنا میسر نہین ہوتا۔ مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے
اور ایسا ہو جاتا ہے کہ اس معنے کے سوا اوس کی
بصیرت کی نظر مین کچھ نہین رہتا۔ ہر چند چاہے
بھی تو بھی نہین بیان کر سکتا انا الحق اور ھو
الحق۔ انا الحق ہو جاتا ہے ترجمہ شعر۔
ای بھائی تو تو فقط اندیشہ ہے + اور باقی تو
ہڈیان اور گوشت ہے + اگر تیرا اندیشہ پھول
ہے تو تو باغ ہے + اور جو کانٹا ہے تو ایندھن
ہے بھٹی کا + ای عزیز حق سبحانہ تعالی نے نفس
ناطقہ کو ایسی استعداد بخشی ہے کہ جس امر کیطرف کہ
نفس الامر مین متحقق ہے متوجہ ہو اوسی کا رنگ
قبول کرے۔ اور جس چیز کو اپنا نصب العین اور
مد نظر کرے اوس کا حکم حاصل کرے رباعی
اگر تیری خاطر مین گل گذرے تو گل ہے تو + اور جو
بلبل بیقرار تو بلبل ہے تو + تو جزو ہے اور حق کل
ہے اگر چند روز + کل کا اندیشہ کرے تو کل ہو جاوے
تو + اور وہ طریق جس سے اسکی نگاہداشت بہت
آسان ہو جاوے یہ ہے کہ سانس کو زیر ناف حبس کر کے

و زبان را بکام و لب را بر لب چسپانیده
نفس را حبس کند بر وجهی که دم در درون
بسیار تنگ شود و در بیرون آمدن و در
درون آمدن نفس و مابین النفسین آگاهی
باشد تا نفسی ازین شغل غافل نگردد
و در نسبت حضور مع الله فتورے واقع نشود
تا برسد بآنجا که بے تکلف این نسبت حاضر
دل او بود و آگاهی صفت لازم دل گردد
چنانکه بینائی در باصره و شنوائی در سامعه
اگر کسے را چنان بخود آگاه گرداند که از نهایت
آگاهی وصف شعور بآگاهی او را نماند
نهایت استغراق است و اوائل درین
حال بعضے را حواس ظاهره و باطنه از
ادراک امور محسوسه و معقوله معطل باشند
و نهایت بیخودی روی نماید و بعضے را
با وجود آنکه این معنے بکمال میسر شود
همه حواس در کار خود باشند و این حال
اشرف و اقوی ست بر اول اگر کسے را
وقوفے بمقاصد ارباب ولایت حاصل
شده است یقین او خواهد بود که شهود
و حضور و مشاهده که اہل ولایت را باشد
عبارت از دوام حصول یادداشت ست
تعبیر ازان بآگاهی کرده باشد اگر درین
مقام چنان شود که از شعور این نسبت نیز
بے شعور بود و بجز هستی حق نسبت نماند

اور زبان کو تالو سے اور لب کو لب پر
بند کر کے - سانس کو روکے ایسی وجہ
سے کہ سانس اندر بہت تنگ ہوجای
اور سانس کے باہر آنے اور اندر جانے
سے اور دونو دمونکے درمیان سے آگاہی
ہو - کہ نفس یعنی سانس اس شغل سے غافل
نہو جائے اور نسبت حضور مع اللہ مین فتور
کچھہ نہ آجائے تو پہنچے وہان تک کہ بے تکلف
یہ نسبت اوسکے دل مین حاضر ہو اور آگاہی
دل کی صفت لازم ہو جائے جیسے آنکھون مین
بینائی اور کانون مین شنوائی - اگر کسے کو ایسا
اپنے سے آگاہ کرین کہ نہایت آگاہی کے
سبب اوسکو اپنی آگاہی کا بھی شعور نرہی -
نہایت استغراق ہے اور اول اول اس حال مین
بعضے کے حواس ظاہر اور حواس باطن امور
محسوسہ اور معقولہ کے دریافت اور معلوم ہونے سے
معطل ہو جاتے ہین اور نہایت بیخودی ہو جاتی
ہے اور بعضی کو باوجودیکہ یہ معنی خوب حاصل
کمال کے ساتھہ ہو جاتے ہین سب اپنے اپنے
کام مین ہوتے ہین تو یہ حال بہت اشرف اور بہت
قوی ہے پہلے حال سے اگر کسی کو اہل ولایت کے مقصدونکا
حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کریگا کہ شہود و حضور
و مشاہدہ جو اہل ولایت کو ہوتا ہے - وہ دوام
حصول یادداشت ہی ہے اوسکو آگاہی کی عبارت
مین ادا کیا ہے اگر اس مقام مین ایسا ہو جائے کہ

و اشتغال ظاهره مانع نیاید از وجود
این نسبت وحضورش مانع نیاید از اعمال
ظاهره وصف شاهدی و مشهودی از
نظر دل برخیزد و چنان در بحر نیستی گم گردد
که از وی نه فعل ماند و نه صفت نه اسم و
نه ذات این را بزرگان تعبیر بفنا و فنا کرده
اند اگر حق سبحانه تعالی او را ازین مقام ترقی
بخشد و به بقا بعد الفنا برساند از خود
بمحض عنایت نورے بخشد که بآن نور
تواند دید که مشاهده جز او جل ذکره نیست
و اشیا همه مظاهر و مجالی آنحضرت
است جل ذکره و این معنی ملکه وے
گردد او را از جمله بالغان شمرده اند
و برائے تکمیل ناقصان مقرر شود و
اجازه کرده اند بصحبت و تربیت مستعدان
این طریق و در همین مقام اگر دل را تمکین
حاصل شده است حالش همه شادی
و فرح بود که کونین در جنب او بمقدار
خردل نیرزد و اگر نظر دل بران بود
که هنوز چیزی مانده است که بآن نرسیده
است حالش همه شوق و قلق و اضطراب
و اشتیاق از هیچ کاملے از انبیا
و غیر ایشان زائل نشده است همیشه حق
سبحانه و تعالی دوستان خود را درین
فرح و اندوه و اشتیاق مے دارد

اور اشتغال ظاہری اوسکو اس نسبت سے مانع نہون
اور اوس کو حضور مانع نہون ظاہری اعمال سے
وصف شاہدی اور مشہودی اوس کے
دل کی نظر سے اوٹھجاے۔ اور ایسا دریاے نیستی مین گم
ہوجائے کہ اوس سے نہ فعل رہے اور نہ صفت اور نہ اسم
اور نہ ذات۔ اسکو بزرگون نے فنا فنا کیا ہے
اگر اوسکو حق سبحانہ تعالی مقام ترقی بخشے اور
اور فنا کے بعد جو بقا ہے اسکو پہنچاے تو اپنے پاس سے
محض عنایت سے ایسا نور بخشتا ہے کہ اوس نور سے
وہ دیکھ سکتا ہے کہ مشاہدہ سواے اللہ کے نہین ہے
اور کل اشیا اوسکے مظہر اور تجلی گاہ ہین۔ اور
یہ امر اوس کا ملکہ ہوجائے ـــ ایسے شخص کو
بالغون مین سے گنتا ہے ـــــ اور ناقصون
کے کامل کرنے کو مقرر ہوتا ہے ـــــ اور
اجازت دی ہے صحبت اور تربیت کے اونکے
جو اس طریق کے مستعد ہون۔ اور اسی مقام مین اگر
تمکین دل کو حاصل ہوئی ہے تو اوس کا یہ حال ہے
کہ تمام و بالکل خوشی اور فرح ہے ایسی جسکے مقابل
مین دو نو جہان رائی کے دانہ کی برابر بھی نہین اور جو
دل کی نظر اوپر ہے کہ ابھی کچھ رہ گیا ہے کہ اوسی نہین پہنچا
ہے تو اوسکا حال تمام شوق و قلق اور اضطراب
مین ہوتا ہے۔ ہرگز یہ اضطراب و اشتیاق
کسی کامل سے انبیا اور غیر انبیا سے زائل نہین ہوا
ہمیشہ حق سبحانہ و تعالی اپنے دوستون کو اس
خوشی اور غم اور اشتیاق مین رکھتا ہے ؛؛

الی میعاد یوم اللقاء زیرا کہ ہر لحظہ کہ تجلی
مشرف کنند بواسطہ این تجلے استعداد دیگر
حاصل شود الی غیر النہایۃ پس ہر چند کہ
زلال تجلیات اش تشنگی بیش نہ افاضہ
آبحیات حقیقی منقطع و نہ عطش محبان جمال
در نقصان و نہ زوال شعر -
شربت الحب کاسا بعد کاس -
فما نفد الشراب ولا رویت -
طریق سیوم - رابطہ آنست بہ پیر کہ بمقام
مشاہدہ رسیدہ باشد و بہ تجلیات
ذاتیہ متحقق گشتہ باشد دیدار وے
بمقتضای ہم الذین اذا رأوا ذکر اللہ
فائدہ ذکر دہد و صحبت وے موجب ہم
جلساء اللہ نتیجہ صحبت مذکور دہد چون
صحبت چنین عزیزے دست دہد و اثر
آن را در خود بیابد چندانکہ تواند آن را
نگاہدارد و اگر حاضر نظر میان دو ابروے
وے گمارد و چنان رابطہ نماید کہ بجز وجود
آن عزیز ہیچ نماند و از وجود خود منسلخ
گردد بوجود وے متصف گردد و اگر
دران فتورے واقع شود باز بصحبت وے
رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو
اندازد و ہمچنین مرۃ بعد اخری تا آن زمان
کہ کیفیت معہودہ ملکہ وے گردد و در غیبت آن
عزیز صورت وے را در خیال گرفتہ بجمیع قوائے

قیامت تک اس واسطے کہ جب کسی تجلی سے مشرف
ہوتا ہے تو اس تجلے کے سبب دوسری تجلی کی
استعداد حاصل ہوتی ہے اسی طرح آگے ہوتی
چلی جاتی ہے بے نہایت - تو جسقدر تجلیات زیادہ
ہوتی جاتی ہین اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے
نہ اودہر سے آبحیات فیض کا منقطع ہونا اودہر
سے محبان جمال کی پیاس کم ہو ترجمہ شعر -
یعنی محبت کی شراب کے پیالے پے در پے پئے
نہ شراب ختم ہوچکی اور نہ مین نے بس کی +
تیسرا طریق رابطہ ہے - رابطہ اوسی کہتے ہین کہ جو ایسا
پیر ہو کہ مشاہدہ کے نام کو پہنچا ہوا ہو اور تجلیات
ذاتیہ سے متحقق ہو اوس کا دیدار بموجب (وہ وہ
لوگ ہین کہ جب اونکو لوگ دیکہین اللہ کا ذکر کرین)
کے ذکر کا فائدہ دیتا ہے اور اوسکی صحبت بموجب
(وہ اللہ کے ہمنشین ہین) کے نتیجہ اللہ کی صحبت
کا دیتی ہے - جب ایسی عزیز کی صحبت حاصل ہو
اور اوس کا اثر اپنے مین پائے - جسقدر ہو سکے اوسکو
نگاہ رکھے - اگر موجود ہو تو اوسکی دونو ابرو کے
درمیان نظر کرے - اور ایسا رابطہ کرے کہ سوا اوس
عزیز کے اور کسی کی ہستی نہ رہے - اپنی ہستی سے
نکل کر اوسکی ہستی سے متصف ہو جاے اور جو اوس
مین کچہ فتور واقع ہو جائے تو پہر اوسکی صحبت مین
رجوع کرے تا اوسکی برکت سے وہ امر حاصل ہو جائے
اور اسی طرح ایک بار دو بار تین بار کرے جبتک وہ
کیفیت معلومہ ملکہ نہو جائے جبتک ایسا کرے اور جو وہ

ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد بر خاطری کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیت بیخودی روی نماید و ہیچ طریق ازین اقرب نیست بسیار باشد کہ چون مرید را قابلیت آن باشد کہ پیر در وے تصرف کند در اول مرتبہ و بیرا بمرتبہ مشاہدہ رساند بزرگان گفتہ اند اصحبوا مع اللہ فان لم .. تطیقوا مع من یصحب مع اللہ یعنے ہمتی دار کہ با آگاہی کہ پرتوی ست از تجلے ذاتی مشرف شدہ از تعلق کونین خلاص گردی و اگر طاقت این حیثیت کارے نداری آگاہ بکسانے باش کہ بہ پرتو این تجلے مشرف شدہ اند و از خود رہائی یافتہ و ہمت شریف شان از دلش تعلق بغیر نجات یافتہ در کریمہ کونوا مع الصادقین اشارہ ہمین ست وکسے را کہ صفائی فطرت باقی باشد باشارہ صاحب دولتے کہ بہ شہود ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت این دولت حاصل آید بے آنکہ ریاضت و محنت بسیار کشد + شعر

آنکہ بہ تبریز دید یک نظرش شمس دین
طعنہ زند بر دہ سخرہ کند بر چلہ

فصل ۳

ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو۔ جو خطرہ پریشان کرے تو کیفیت بیخودی کی حاصل ہو اور اس طریق سی کوئی اور طریقہ بہت نزدیک نہین ہی۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ مرید مین اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر اوسین تصرف کرے تو پہلے ہی دفعہ مین مشاہدہ کو پہنچا دیتا ہی۔ بزرگون نے فرمایا ہے (یعنی ایسی ہمت رکھہ کہ آگاہی سے جو ایک پرتو ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر کونین کے تعلق سے خلاصی پائی اور جو ایسے کام کی طاقت نہین۔ آگاہ اون لوگون سے ہو جو اس تجلی سے مشرف ہوئی ہین۔ اور اپنی خودی سے رہائی پائے ہوئے ہین اور اونکی ہمت شریف غیر کے تعلق سے نجات پائی ہوئی ہے آیہ کریمہ (رہو تم ساتھ صادقون کے) مین اسی کی طرف اشارہ ہے جسکے صفائی فطرت باقی ہوتی ہے وہ کسی ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے جو شہود ذاتی کو پہونچا ہوا ہو۔ تھوڑے عرصہ مین اس دولت کو پہونچ جاتا ہے بے ریاضت اور بدون بہت محنت کرنے کے۔ ترجمہ شعر ؛

جس کو تبریز مین شمس دین نے ایک
نظر دیکھ لیا وہ طعنہ کرتا ہے
دہی پر اور ہنستا ہے
چلہ پر

فصل ۳

در بیان کلمات قدسیه خواجه عبدالخالق
غجدوانی که سر حلقهٔ سلسلهٔ خواجگانند
لاجرم الفاظ مصطلح ایشان که دانستن طریقه
این عزیزاست موقوف بر آنست مع فوائد
آخر که سالکان این طریقه را از و چاره نیست
درین فصل ایراد کردم و حضرت خواجه را
وصیت نامه ایست در آداب طریقت که
برای فرزند معنوی خود خواجه اولیاء کبیر
قدس سره نوشته اند مشتمل بر فوائد جزیله
و عوائد جلیله که ناگزیر بر همه ساکنان و
مریدان ست و از جمله وصایاست این
چند فقره جامعه که ایراد می یابد وصیت
میکنم ترا ای فرزند من بعلم و ادب
و تقوی در جمیع احوال بر تو باد که تتبع آثار
سلف کنی و ملازم سنت جماعت باشی
و فقه و حدیث آموزی و از صوفیان جاهل
پرهیزی همیشه بجماعت گذاری بشرط
آنکه امام و موذن نباشی هرگز طلب
شهرت مکن که شهرت آفت است و بمنصبی
مقید مشو دائم گمنام باش و در قبالها
نام خود منویس و بمحکمه قضا حاضر مشو و
ضمان کسے مباش و بوصایای مردم درمیا
و با ملوک و ابنای ملوک صحبت مدار و خانقاه
بنا مکن و در خانقاه منشین و سماع بسیار
مکن که سماع نفاق پدید آرد و دل را بمیراند

بیان میں کلمات قدسیہ کے حضرت خواجہ
عبدالخالق غجدوانی رح جو سر حلقہ ہین خواجگان کے
سلسلہ کے۔ انکی اصطلاح کے الفاظ جنسے انکا طریقہ
معلوم ہوتا ہے مع اور فائدونکے جو اس طریقہ کے
سالکون کو بہت ضرور ہے اس فصل مین ہم بیان
کرتے ہین اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ
ہے آداب طریقت مین جو انہون نے اپنے فرزند
معنوی خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کے واسطے
لکھا ہے جسمین بہت بڑی بڑی فائدے ہین۔
جو سب سالکون اور مریدون کو بہت ضرور
ہین اور اون سب نصیحتون مین سے یہ چند
ایسے فقرے ہین کہ جامع ہین وہ لکھے جاتے
ہین۔ شروع مین تجھے وصیت کرتا ہون ای میری
فرزند علم و ادب اور تقوی کے۔ ہر حال مین تو
اپنے پر لازم کر لے کہ پیروی آثار سلف کی کرے
اور تو ملازم سنت جماعت کا ہووے۔ اور تو
فقہ اور حدیث سیکھے اور جاہل صوفیون سے کنارہ
کرے ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھے۔ اس شرط
سے کہ موذن اور امام تو نہوئی۔ ہرگز شہرت
طلب نہ کرے کہ شہرت آفت ہے۔ اور کسی
منصب کا مقید نہو ہمیشہ گمنام رہو۔ اور قبالون
مین اپنا نام نہ لکھ۔ اور محکمہ قضا مین کبھی نہ جا
اور کسی کا ضامن نہو۔ اور لوگون کی وصیتون
مین نہ پڑ۔ اور بادشاہ اور شہزادون سے صحبت نہ کر
اور خانقاہ نہ بنا۔ اور خانقاہ مین نہ بیٹھ۔ اور بہت

و بر سماع انکار مکن کہ سماع را اصحاب سماع
بسیار اند کم گوی و کم خور و کم خسپ و از خلق
بگریز چنانکہ از شیر بگریزند ملازم خلوت خود
باش و با مردان و زنان و مبتدعان و
توانگران و عامیان صحبت مدار حلال بخور
و از شبہہ پرہیز و تا توانی زن مخواہ کہ
طالب دنیا شوی۔ و در طلب دنیا دین
بباد دہی۔ بسیار مخند۔ در ہمہ بچشم شفقت
بنگری۔ و ہیچ فردے را حقیر نشمری۔ ظاہر
خود را میارائے کہ آرایش ظاہر از خرابی
باطن ست۔ و با خلق مجادلہ مکن و از کسے
چیزے مخواہ۔ و کسے را خدمت مفرمائے و
مشایخ را بمال و تن و جان خدمت کن و
افعال ایشان را انکار منمائے کہ منکر ایشان
ہرگز رستگاری نیابد بدنیا و اہل دنیا مغرور
مشو۔ باید کہ دل تو ہمیشہ اندوہگین باشد
و بدن تو بیمار۔ و چشم تو گریان۔ و عمل تو
خالص و دعائے تو بتضرع۔ و جامہ تو کہنہ
و رفیق تو درویش۔ و مایہ تو فقر۔ و خانہ
تو مسجد۔ و مونس تو حق سبحانہ و تعالیٰ +
و ہم از کلمات قدسیہ حضرت خواجہ
این ہشت کلمات است کہ بنائے طریقہ خواجگان
قدس اللہ اسرارہم بر آنست۔ ہوش در دم
نظر بر قدم سفر در وطن۔ خلوت در انجمن
یاد کرد بازگشت۔ نگاہداشت۔ یادداشت

اور سماع کا انکار نہ کر کہ سماع
کے اصحاب بہت ہیں۔ کم بول۔ اور کم سو
اور خلقت سے بھاگ جیسے شیر سے بھاگتے ہیں
اور اپنی خلوت کا لازم رہو۔ اور مردوں اور
عورتوں اور بدعتیوں اور تونگروں کی صحبت
نہ کر۔ حلال کہا۔ اور شبہہ سے پرہیز کر۔ اور
جبتک ہو سکے نکاح نہ کر کہ دنیا کا طالب ہوگا۔
اور دنیا کی طلب میں دین برباد کریگا۔ بہت نہ ہنس
لوگوں کو شفقت کی نظر سے دیکھ۔ اور کسی کو بھی
حقیر نہ جان۔ اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی
آرایش باطن کی خرابی کے سبب سے ہی خلقت سے
جھگڑ نہیں۔ اور کسی سے کچھ نہ چاہ۔ اور کسی کو
کچھ خدمت نفرما۔ اور مشایخ کے مال و جسم و جان
سے خدمت کر۔ اور اونکے افعال کا انکار نہ کر کہ انکا
منکر ہرگز رہائی نہ پائیگا عذاب سے۔ دنیا اور
دنیا داروں پر مغرور نہو چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ
اندوہگین رہے۔ اور تیرا بدن بیمار۔ اور آنکھیں روتی
ہوئیں اور تیری عمل خالص اور دعا عاجزی کا
گڑگڑانے کے ساتھ۔ اور کپڑے پرانے۔ اور
تیرے رفیق درویش۔ اور تیری پونجی فقر۔ اور
تیرا گہر مسجد۔ اور تیرا مونس حق سبحانہ و تعالیٰ +
اور حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ میں سے یہ آٹھ
کلمہ ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ
کی بنا انہیں پر ہے۔ وہ یہ ہیں ہوش در دم۔ نظر بر قدم
سفر در وطن۔ خلوت در انجمن یاد کرد۔ بازگشت

و غیر این همه پنداشت و پوشیده نماند
سر رشته کلمه دیگر است از جمله مصطلحات اند
طائفه علیه و آن وقوف زمانی - و وقوف
عددی - و وقوف قلبی که جمله یازده است
مولانا سعد الدین کاشغری قدس سره
فرموده اند که هوش در دم یعنی انتقال
از نفسی به نفسی می باید که از سر غفلت
نباشد از سر حضور باشد و هر نفسیکه
می زند از حق سبحانه و تعالی خالی و
غافل نباشد و حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سره می فرموده اند که درین
طریقه رعایت و حفظ نفس مهم داشته
اند یعنی می باید که جمیع انفاس بر نعت
حضور و آگاهی مصروف شود و اگر
کسی محافظت نفس نمی کند می گویند که فلان
کس گم کرده است یعنی طریق و روش
گم کرده است و حضرت خواجه بهاؤ الدین
قدس فرموده اند که بنا کار درین راه
بر نفس باید کرد و نفس را نگذارد که ضائع
گردد در خروج و دخول و دخول حفظ
ما بین النفسین سعی نماید که بغفلت فرو نرود
و بر نیاید ۵

ای مانده ز بحر علم بر ساحل عین	در بحر فراغت آ و بر ساحل شین
بردار صفا نظر ز موج کونین	آگاه به بحر باش ما بین النفسین

حضرت خواجه مولانا نور الدین

اوران کے سوا سب نصیحت ہے کہ وہ اور تین
کلمے ہین اصطلاحون مین سے۔ اس طریقہ علیہ کے
ایک وقوف زمانی اور ایک وقوف عددی اور
وقوف قلبی تو سب گیارہ کلمے ہین مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ ہوش در دم یعنی انتقال ایک نفس سے دوسرے
نفس کی طرف چاہیے کہ غفلت سے نہو حضور کے
ساتھ ہو۔ جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل
نہو اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے
فرمایا ہے کہ اس طریقہ مین نفس کی رعایت و نگہبانی
بہت ضرور ہے یعنے چاہیے کہ ہر سانس ساتھ
حضوری اور آگاہی کے مصروف ہو۔ اور جو کوئی
رعایت سانس کی نہین کرتا تو کہتے ہین فلان
شخص طریقہ بھول گیا۔ اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس راہ مین کام کی بنا
سانس پر کرنی چاہیئے کہ سانس ضائع نہو سانس
باہر آنے اور اندر جانے مین اور ان دونو سانسون
مین نگاہبانی چاہیے اور کوشش چاہیے کہ
غفلت سے نہ آئین جائین - ترجمہ رباعی
آے دریای علم چھوڑ کر کنارہ پر رہے ہوئی
دریا مین فراغت ہے کنارہ پر برائی دونو
جہان کی۔ موج سے صاف نظر اوٹھالے
دریا سے آگاہ ہو درمیان دو سانسون کے
حضرت خواجہ مولانا نور الدین

عبدالرحمان الجامی قدس سرہ السامی در شرح رباعیات آوردہ اند کہ شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری قدس اللہ روحہ در رسالہ فواتح الجمل می فرمایند کہ ذکرے کہ جاری است بر نفوس حیوانات انفاس ضروریہ ایشان ست زیرا کہ در برآمدن و در رفتن نفس حرفہا کہ اشارت بغیب ہویت حق سبحانہ و تعالی ست گفتہ می شود اگر خواہند و اگر نخواہند ہمین حرفہاست کہ در اسم مبارک اللہ است و الف و لام از برای تعریف ست و تشدید لام از برای مبالغہ دران تعریف پس می باید کہ طالب ہوشمند در نسبت آگاہی حق سبحانہ و تعالی برین وجہ باشد کہ در وقت تلفظ باین حرف شریف ہویت ذات حق سبحانہ و تعالی ملحوظ وے باشد و در خروج و دخول نفس واقف بود کہ در نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نشود تا برسد بآنجا کہ بے تکلف نگاہ داشت او این نسبت ہمیشہ حاضر دل او بودہ و بتکلف نتواند کہ این نسبت را از دل دور کند۔

رباعی

با غیب ہویت آمد ای حرف شناس ؛
انفاس ترا بود بران حرف اساس ۔
باش آگہ ازان حرف در امید ہراس ۔
حرفے گفتم شگرف اگر دارے پاس ۔

عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی رباعیات کی شرح مین فرماتے ہین کہ شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری قدس سرہ نے رسالہ فواتح الجمل مین فرمایا ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات کے نفسون پر یہہ اون کے انفاس ضروریہ ہین ۔ اسواسطے کہ سانس کے آنے جانے مین جو حرف جہارت سے ساتھہ غیب ہویت حق سبحانہ تعالے کے کہے جاتے ہین ۔ اگر چاہین یا نچاہین وہ ہی حرف ہین جو اللہ کے اسم مبارک مین ہین ۔ اور الف و لام تعریف کا ہے اور لام کی تشدید اوس تعریف کے مبالغے کے واسطے ہے ۔ تو چاہیے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہ تعالی کی آگاہی کی نسبت مین ایسی وجہ پر ہو کہ جبتک حرف تلفظ مین آئین حق سبحانہ تعالی کی ہویت ذات اوس کی ملحوظ ہو اور سانس کے اندر جانے اور باہر آنے مین واقف ہو کہ نسبت حضور مع اللہ مین کچھہ فتور نہ پڑے ۔ یہان تک کہ وہان پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگاہداشت ہمیشہ اوس کے دل مین حاضر رہے ایسے کہ تکلف سے بہی اس نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے ؛

ترجمہ رباعی

غیب کے ساتھہ ہویت ہے ای حرف پہچاننے والے
تیرے سانسون کی اوسی پہ بنیاد ہے ؛
اوس حرف سے آگاہ رہو ہر حال مین
یعنی یہ ایک نادر بات بتائی ہی اگر تو نگاہ رکھے

پوشیدہ نماند غیبت ہویت کہ حضرت عبد الرحمن جامی عارف ربانے درین رباعی گفتہ اند باصطلاح اہل تحقیق عبارت است از ذات حق سبحانہ وتعالی باعتبار لاتعین یعنے بشرط اطلاق حقیقی کہ مقید نیست باطلاق نیز ممکن نیست کہ درین مرتبہ ہیچ علمے وادراکے ہرگز بوے متعلق گردد وازین حیثیت مجہول مطلق است +

نظر بر قدم آنست کہ سالک را در رفتن و آمدن در شہر وصحرا وہمہ جا نظر برپشت پای او باشد تا نظر او پراگندہ نشود بجائی کہ نمی باید نیفتد ومی شاید کہ نظر بر قدم اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع مسافات ہستی وطے عقبات خود پرستی یعنی ہر جا کہ نظرش منتہی شود فے الحال قدم بران نہند وآنکہ ابو محمد رویم قدس سرہ گفتہ است کہ ادب المسافر ان لا یجاوز ہمتہ قدمہ اشارت باین معنے ست وحضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی در کتاب تحفۃ الاحرار در منقبت حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ این مضمون راچنین بنظم آوردہ اند

ابیات

کم زدہ بے ہمدمی ہوش دم	در نگذشتہ نظرش از قدم
بسکہ زخود کردہ بسرعت سفر	باز نماندہ قدمش از نظر

پوشیدہ نرہے کہ غیبت ہویت جو حضرت عبد الرحمن جامی عارف ربانی نے یہ رباعی فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہے ذات حق سبحانہ تعالی سے - باعتبار لا تعین کے یعنی بشرط اطلاق حقیقی کے کہ مقید نہین اطلاق سے بھی - ممکن نہین ہے کہ اس مرتبہ مین کوئی علم اور کوئی ادراک ہرگز اوس سے متعلق ہو اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے -

نظر بر قدم یہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے مین شہر اور جنگل مین سب جگہہ پشت پا پر رہی اس لئے کہ اوسکی نظر پریشان ہو جہان نجا ہئے وہان نہ جا پڑے - اور یون بھی ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو - سرعت سیر سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے مین اور خود پرستی کی گھاٹیان طی کرنے مین یعنی جس جای اوسکی نظر منتہی ہو فورًا اوسپر قدم رکھے - اور وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مسافر کا ادب یہ ہی کہ اوسکی ہمت اوسکے قدم سے تجاوز نہ کرے) اشارت اسیطرف ہی - اور حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے السامی کتاب تحفۃ الاحرار مین منقبت مین حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے یہ مضمون اس طرح نظم مین لائے ہین -

کم زدہ بے ہمدمے ہوش دم	در نگذشتہ نظرش از قدم
بسکہ زخود کردہ بسرعت سفر	باز نماندہ قدمش از نظر

سفر در وطن آنست که سالک در طبیعت
بشری سفر کند یعنے از صفات بشری بصفات
ملکی و از صفات ملکی بصفات رحمانی بحکم
تخلقوا باخلاق الله انتقال فرماید و
حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس
سره فرموده اند که شخصے خبیث بهر جای
که انتقال کند خباثت از وے زائل نشود
تا انتقال نکند از صفات خبیثه بدانکه احوال
مشایخ طریقت قدس سرهٗ در اختیار سفر
و اقامت مختلف است بعضے از ایشان
در بدایت سفر کنند و در نهایت مقیم شوند
و بعضے در بدایت مقیم شوند و در نهایت
سفر کنند و بعضے در بدایت و نهایت
مقیم شوند و سفر نکنند و بعضے در بدایت
و نهایت سفر کنند و مقیم نشوند و هر طائفه
را ازین چار فرقه در سفر و اقامت نیتے
صادق و غرضے صحیح است چنانچه در ترجمه
عوارف مشروح است اما طریقه خواجگان
قدس الله تعالی ارواحهم در سفر و اقامت
آنست که در بدایت حال چندان سفر
کنند که خود را بملازمت عزیزے رسانند
پس در خدمت وے مقیم شوند و اگر هم
در دیار خود کسی را ازین طائفه یابند ترک
سفر کرده بملازمت وے شتابند و سعی در
در تحصیل ملکه آگاهی بتقدیم رسانند بعد از

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے
سفر کرے - یعنی صفات بشری سے صفات ملکی کی
طرف - اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کیطرف
بموجب تخلقوا باخلاق الله (اللہ کی عادتین
اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جسجای انتقال
کرے یعنی جہان جای اوسکی خباثت موقوف نہین ہوتی
جب تک اون صفات خبیثہ کو ترک نہ کرے - جاننا
چاہیئے کہ مشایخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے
اختیار کرنے مین مختلف ہے بعضے اینین سی ابتدا مین
سفر کرتے ہین اور انتہا مین اقامت اختیار کرتے
ہین - اور بعضے ابتدا مین مقیم ہوتے ہین - اور
اخیر مین سفر کرتے ہین - اور بعضے اول اور آخر
مقیم ہی رہتے ہین سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ
سفر ہی کرتے ہین - اقامت نہین کرتے - اور
چار فرقون مین ہر فرقہ کے سفر اور اقامت مین
نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ
عوارف کے ترجمہ مین مشروح ہے - لیکن طریقہ
خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا سفر اور اقامت
مین یہ ہے کہ ابتدای حال مین اتنا سفر کرتے ہین
کہ کسی عزیز کی ملازمت مین پہنچ جائین اور پھر
اوسکی خدمت مین اقامت کرین اور جو اپنی ہی ملک
مین یا شہر مین کسی ایسے کو پالیتے ہین تو سفر ترک کرکے
اوسکی ملازمت مین رہتے ہین اور خوب کوشش
کرتے ہین - ملکۂ آگاہی کے حاصل کرنے مین - بعد

حصول صفت ملکہ سفر و اقامت ملی السویہ است حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ فرمودہ اند کہ مبتدی را در سفر جز پریشانی ہیچ حاصل نیست چون طالبے لصحبت عزیزے رسد و یرا می باید کہ اقامت کردہ قیام خدمت وے نمودہ وصف تمکین حاصل کند و ملکہ نسبت خواجگان قدس اللہ تعالی ارواحہم بدست می باید آورد بعد ازان بہر جا کہ بود ہیچ مانع نیست

رباعی

یارب چہ خوش است بے دہان خندیدن
بیواسطۂ چشم جہان را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوبست
بے منت پا گرد جہان گردیدن

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس سرہ در اشعۃ اللمعات در شرح این بیت کہ

شعر

آئینہ صورت از سفر دورست
کان پذیرای صورت از نورست

چنان فرمودہ اند کہ بجانب صورت سفر کند و جنبش نماید زیرا کہ پذیرائی صورت از جہت صفا و نوریت و جہ خود شدہ است ہرچہ در مقابلہ وی مے افتد در وی بنماید و صورت آن در وے منطبع میگردد بے حرکت وی بسوے صورت ہمچنین چون آئینہ معنوے

حاصل ہونے صفت کے ملکہ کے سفر اور اقامت دونو برابر ہین ۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر مین سوای پریشانی کے اور کچھہ حاصل نہین ۔ جب کوئی طالب کسی عزیز کے صحبت مین پہنچے اوسی جا ہیے کہ اقامت کرکے اوسکی خدمت مین رہے اور وصف تمکین حاصل کرے ۔ اور ملکہ نسبت کا خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل کرے اسکے بعد جہان ہو کچھہ مانع نہین ۔

ترجمہ رباعی

یارب کیا اچھا ہے بے منہ کے ہنسنا +
اور بے واسطے آنکھ کے دیکھنا
بیٹھ جا اور سفر کر کہ یہ بہت اچھا ہے
بے پاؤن کے جہان مین سیر کرنا

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات مین اس بیت کی شرح مین کہ ۔

شعر

آئینہ صورت از سفر دوراست
کان پذیرای صورت از نوراست

یون فرمایا ہے کہ صورت کیطرف سفر نہین کرتا ہی اسواسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا اور نوریت اپنی وجہ کے ہوا ہے جو کچھہ اوسکے مقابلہ مین آئے اور صورت دکھائی اوسکی صورت اوسین منطبع ہوجاتی ہے اور وہ آئینہ کچھہ حرکت صورت کے طرف نہین کرتا اسی طرح دل کا آئینہ معنوی

دل از حشویات صور کونیہ خلاص یافت
و بنور و صفا وی راگرفت و ظلمات و خواہشہای
طبعی زائل شد در قبول تجلیات ذات
و صفات آلہیہ حاجت سیر و سلوک ندارد
زیرا کہ سیر و سلوک وے عبارت از تصفیہ
و تصقلہ وجہ قلب ست، چون آن صفا و صقالت
رسید از سفر سیر و سلوک مستغنی شد خلوت
در انجمن از حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس
اللہ سرہ پرسیدند کہ بناء طریقہ شما بر
چیست فرمودہ خلوت در انجمن بظاہر با
خلق و بباطن با حق سبحانہ و تعالی کہ مضمون
حدیث الصوفی ھو الکائن والباطن

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وا
اینچنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

آنچہ حق سبحانہ و تعالی فرمودہ است کہ
رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن
ذکر اللہ تعالی اشارت باین مقام
است فرمودہ اند کہ نسبت باطنی درین
طریقہ چنان افتادہ است کہ جمعیت دل
در بلا و در صورت تفرقہ بیشتر از آن بود
کہ در خلوت و فرمودہ اند کہ طریقہ ما صحبت
است کہ در خلوت شہرت و در شہرت
خیریت و جمعیت در صحبت بشرطے کہ نفی
بود در یکدیگر خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ

صور کونیہ کے حشویات سے خلاص ہوتا ہی
اور نور و صفا اوسکو حاصل ہو جاتا ہی۔ اور طبعی
خواہشوں کے ظلمات زائل ہو جاتے ہین۔ تو
وہ تجلیات ذاتیہ اور صفاتیہ الہیہ کا قبول
کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ کچھ حاجت سیر و سلوک
کی نہین رکھتا۔ اسواسطے کہ اوسکا سیر و سلوک
تصفیہ و تصقلہ قلب کی وجہ کا ہے۔ جب وہ
صفا اور صقالت کو پہنچ گیا۔ سفر سیر و سلوک سے
مستغنی اور بے پروا ہو گیا۔ خلوت در انجمن حضرت
خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ سے پوچھا کہ
آپکے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہی فرمایا خلوت
در انجمن پر بظاہر با خلق۔ اور بباطن با حق سبحانہ
کہ حدیث شریف کا مضمون ہی اَلصُّوفِی ھُوَ
الکَائِنُ وَالبَاطِنُ + ترجمہ شعر۔
باطن مین آشنا ہوا اور ظاہر مین بیگانہ رہ +
ایسا زیبا روش جہان مین کم ہوتا ہے +
وہ جو حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے کہ (وہ
ایسے لوگ ہین کہ اونکو سوداگری اور خرید و فروخت
اللہ کے ذکر سے غافل نہین کرتے۔) وہ
اسی مقام کا اشارہ ہے۔ فرمایا ہے کہ باطنی
نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے۔ کہ ظاہر مین
جمعیت دل کی۔ اور تفرقہ کی صورت مین اس
سے زیادہ جو خلوت مین ہو۔ اور فرمایا ہے
ہمارا طریقہ صحبت ہے کہ خلوت مین شہرت ہوتی
ہے۔ اور شہرت مین آفت ہی۔ خیریت جمعیت

فرموده اند که خلوت در انجمن آنست که
اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبه برسد
که گر ببازار در آید هیچ سخن و آوازی
بازاریان نشنود از استیلاء ذکر بر حقیقت
دل حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سره فرموده اند که بسبب اشتغال بذکر از
روی جد و اهتمام در مدت پنج شش روز
باین مرتبه می رسد که همه آوازها و حکایات
مردم ذکر نماید و سخن که گوید ذکر شنود در
جمع قاضی محمد قدس سره منقول است
که حضرت خواجه عبید الله احرار فرموده
اند که در ابتدای سلوک ذکر بر من چنان مستولی
بود که اگر بادی می وزید یا برگ درخت
می جنبید و یا آواز گفتگوی مردمان بگوش
من می رسید همه ذکر می پنداشتم بر کرار در
بدایت حال چنان نشود نهایت وی بغایت
کمالات ذات برسد یاد کرد و آن عبارت
از ذکر لسانی و با قلب ست حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سره فرموده
اند که طریق تعلیم ذکر آنست اول شیخ بدل
گوید لا اله الا الله محمد رسول مرید دل خود را
حاضر کند و بمقابله دل شیخ بدارد و چشم فراز
کند و دهان استوار دارد و زبان را بکام
بچسپاند و دندان را بر هم نهد و نفس را
بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند

فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ
اشتغال و استغراق ذکر میں اس مرتبہ کو پہنچ
کہ اگر بازار میں آئے بازار والون کی کوئی
بات اور آواز نہ سنائی دے ایسا غلبہ ذکر کا
دل کی حقیقت پر ہو۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر میں مشتغل ہونا کوشش
و اہتمام سے پانچ چھ روز میں حاصل ہو
جاتا ہے کہ سب آوازیں اور حکایتیں لوگونکے
ذکر معلوم ہوتی ہیں۔ اور جو بات کرتا ہے ذکر
سنائی دیتا ہے۔ قاضی محمد قدس سرہ کے جمع کر
منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ابتدای سلوک میں
ذکر مجھپر اس قدر غالب تھا کہ اگر ہوا بھی چلتی تھی
یا کسی درخت کا پتا کھڑکتا تھا۔ یا کسی آدمی کی
آواز میرے کان میں پہنچتی تھی سب مجھکو ذکر معلوم ہوتا
تھا جسکا ابتدا میں حال ایسا نہو وہ نہایت میں
کمالات ذات کو نہیں پہنچتا ہے۔ یاد کرد۔ کبھی
ہیں ذکر زبانی دل کے ساتھ۔ حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ
ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل میں
کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مرید اپنا دل
حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ میں رکھے اور
آنکھیں بند کرلے۔ اور منہ مضبوط بند کرتے اور
زبان کو تالو سے لگالے۔ اور دانت دانتون پر
رکھلے۔ اور سانس کو اوٹھائے اور خوب قوت

موافقت شیخ بدل گوید نه بزبان و حبس
نفس صبر کند در یک نفس سه بار گوید چنانکه
اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت
خواجه عبید الله احرار قدس سره در بعضے
از کلمات قدسیه نوشته اند که مقصود
از ذکر آنست که دل همیشه آگاه بحق سبحانه
تعالے باشد بوصف محبت و تعظیم اگر
در صحبت ارباب جمعیت این آگاهی حاصل
شود خلاصه ذکر حاصل شد و اگر در صحبت
این آگاهی حاصل نشود طریق آنست که ذکر
گفته شود بطریقے که در فصل سابق گذشته
و بازگشت عبارت است از ملاحظه ذکر
یعنے هر بارے که بزبان و دل کلمه طیبه را
بگوید باید که در عقب آن بهمان زیاده
گوید خدایا ندا مقصود من توئی و رضاء
تو زیرا که این کلمه بازگشت نفی کننده هر
خاطرے را که بیاید از نیک و بد تا ذکر او
خالص ماند و سر او از ماسوی فارغ گردد
اگر مبتدی در بدایت ذکر بکلمه بازگشت از
خود صدقے در نیابد باید که ترک آن نکند
زیرا که بتدریج آثار صدق بظهور رسے باید +
نگاهداشت و آن عبارت از مراقبه خواطر
است چنانکه در یک دم چند بار کلمه طیب
بگوید تا خاطر تغیر نرود حضرت مولانا..
سعد الدین قدس سره در معنے این کلمه

ذکر کرے موافق شیخ کے۔ دل سے زبان
سے نہین اور سانس کو روکے ایک سانس مین
تین دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کرکے حلاوت کا اثر
دل مین پہنچے اور حضرت خواجہ عبید الله احرار
قدس سره نے اپنے بعضے کلمات قدسیہ مین
لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ حق
سبحانہ تعالی سے آگاہ رہے محبت اور تعظیم کے
ساتھ۔ اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت مین
حاصل ہو جاے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا۔
اور جو صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہو تو یہ طریقہ ہے
کہ ذکر کیا جاوے۔ اوسطرح جسطرح پہلی فصل مین
گذرا ہے۔ اور بازگشت کہتے ہین ذکر کے ملاحظہ کو
یعنی ہر دفعہ جب زبان و دل سے کلمہ طیبہ کہے تو
اوسکے پیچھے اوسی زبان سے کہے کہ الہی میرا مقصود
تو ہی ہے اور تیری رضا اسواسطے کہ یہ کلمہ بازگشت
نفی کرنے والا ہے۔ ہر خطرہ کا نیک و بد جو آئے تاکہ
اوسکا ذکر خالص ہو جاوے اور اوسکا سر ماسوا سے
فارغ ہو اگر مبتدی شروع مین بازگشت کے کلمہ کا
صدق اپنے مین نپاوے۔ تو چاہیے کہ ترک نہ کرے
اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور ہو جائیگا۔
نگاہداشت کہتے ہین خطرون کے مراقبہ سے ایک
دم مین کئی دفعہ کلمہ طیبہ کہے کہ غیر کا خطرہ نہ آئے
حضرت مولانا سعد الدین قدس سره نے
اس نگاہداشت کے کلمہ کے یہ معنے

فرموده اند باید که یک ساعت و دو ساعت
و زیاده از دو ساعت آنمقدار که میسر شود
خاطر خود را نگاه دارد که غیرے بخاطر وی
نگذرد - از خدمت مولانا قاسم علیه الرحمة
که از کبار اصحاب و مخصوصات حضرت
خواجه عبید الله احرار بوده اند منقول است
که فرموده اند که ملکه در نگاهداشت بآن
وجه رسیده است که از وقت طلوع
فجر تا چاشت بلند دل را از خطور اغیار
نگاه می توان داشت بر وجهے که درین
مقدار زمان قوت متخیله از عمل خود معزول
گردد - پوشیده نماند که عزل قوت متخیله
بتمامها از عمل اگرچه نیم ساعت باشد نزد
اهل تحقیق امرے بغایت عظیم است و
آن از نوادر ست و بعضے کمال اولیا را احیاناً
این معنی دست می دهد چنانکه حضرت شیخ
محی الدین ابن العربی قدس الله تعالی سره
در فتوحات مکی آنجا که بیان سجود قلب کرده
اند در اسوله و اجوبه خواجه محمد علی حکیم ترمذی
قدس الله تعالی سره تحقیق این کرده اند +
یاد داشت که مقصود ازین همه آنست عبارات
از دوام آگاهی است بحق سبحانه تعالی
بر سبیل ذوق و بعضے باین عبارت گفته
اند که حضور بے غیبت ست و نزد اهل تحقیق
مشاهده که استیلاء شهود حق ست بر دل

فرماتی ہیں - چاہیئے کہ ایک ساعت دو ساعت
اور دو ساعت سے زیادہ جسقدر ہو سکے اپنی
خاطر کو نگاہ رکھے - کہ غیر کا خطرہ اسمیں
نہ آئے -- حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ
جو بڑے اصحاب اور مخصوصان حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے ہیں - انسے
منقول ہے کہ ملکہ نگاہداشت ہیں اوس وجہ سے
پہونچا ہے - کہ طلوع فجر سے جب تک چاشت
کا وقت بلند ہو - دل کو اغیار کے خطور سے
نگاہ رکھ سکتا ہے ایسی وجہ پر کہ اس قدر
وقت میں قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہوجاتی ہے
پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول
ہو جانا اگرچہ آدہی ساعت ہو - اہل تحقیق
کے نزدیک ایک امر عظیم ہے بہت بڑا اور
یہ نوادر سے ہے اور بعضے بڑے اہل کمال
کو یہہ بات کبھی کبھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات
مکی میں جہاں بیان سجود قلبی کا کیا ہے - سوال و
جواب میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس
اللہ سرہ کے اس امر کے تحقیق کے ہے -
یاد داشت - اس سے مقصود دوام آگاہی
ہے - حق سبحانہ تعالیٰ سے بر سبیل ذوق کے
اور بعضوں نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے
کہ استیلاء شہود حق ہے -- دل پر ہے

بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یادداشت
وحضرت خواجه احرار در شرح این
چهار کلمه که مذکور شد این عبارت
فرموده اند که یاد کرد عبارت از تکلف
است در ذکر و باز گشت عبارت از
رغبت بحق سبحانه و تعالی بران وجه که
هر بار که کلمه طیبه را گوید از عقب آن بدل
اندیشد که خداوندا مقصود من توئی و
نگاهداشت عبارت از محافظت این رجوع
است و یادداشت عبارت از رسوخ است در
نگاه داشت۔ وقوف زمانی حضرت بهاؤالدین
قدس سره فرموده اند وقوف زمانی که کار
گذارنده راه است آنست که بنده واقف احوال
خود باشد در هر زمانی که صفت و حال او
چیست موجب شکر است یا موجب عذر و حضرت
مولانا یعقوب چرخی قدس سره فرموده اند و
در حال بسط بشکر فرموده اند که رعایت این
دو حال وقوف زمانی است و هم حضرت خواجه
بزرگ فرموده اند که بنای کار سالک را در وقوف
زمانی بر ساعت نهاده اند تا در یابنده نفس شود
که بحضور میگذرد یا بغفلت که اگر بر نفس بنا نکنند
در یابنده این دو صفت نشود۔ وقوف زمانی
عبارت از محاسبه است۔ حضرت خواجه بزرگ فرموده
اند که محاسبه آنست که هر ساعتی که انچه بر ما
گذشته است محاسبه میکنیم که غفلت

بواسطہ حب ذاتی کے کنایہ حضور یادداشت
سے ہے اور حضرت خواجہ احرار نے ان چاروں
کلموں کی شرح جو مذکور ہوئے ہیں یوں
فرمائی ہے کہ یاد کرد ذکر میں تکلف ہے اور
بازگشت حق سبحانہ تعالےٰ سے رغبت اس
وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیبہ کہے اوسکے پیچھے
کہے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہی ہے اور
نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے۔
اور یادداشت رسوخ نگاہداشت سے ہے۔
وقوف زمانی حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس
سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی یہ ہے کہ
بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت
کہ اوسکا کیا حال اور کیا صفت ہے شکر کے
لائق ہے یا عذر کے۔ اور حضرت مولانا یعقوب
چرخی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اور بسط کے
حال میں شکر ہے کہ رعایت ان دونوں
حال کی وقوف زمانی میں اور یہ بھی حضرت
خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنائے
کار وقوف زمانی میں ساعت پر مقرر ہے
کہ معلوم کرے نفس کو کہ حضور میں گذرتا ہے یا
غفلت میں۔ اگر سانس پہ بنا نہ کریں تو ان
دونو صفتوں کو معلوم نہیں کرتے کا وقوف
زمانی محاسبہ ہے حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہے کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت ہم پر
گذری ہے محاسبہ ہم کرتے ہیں کہ غفلت

جمعیت و حضور جمعیت می بینیم که همه نقصان است باز گشت می کنیم و عمل از سر می گیریم بوقوف عددی و آن عبارت از رعایت عدد است در ذکر حضرت خواجه بزرگ بهاء الدین قدس اللہ تعالی سرہ فرمودہ اند کہ رعایت عدد در ذکر قلبی برای دفع خواطر متفرقہ است و آنچہ در کلام خواجگان قدس اللہ تعالی ارواحہم واقع است کہ فلانے مر فلانے را بوقوف عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی ست با رعایت عدد نہ مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی و ذاکر را باید کہ در یک نفس سہ کرت یا پنج کرت یا ہفت کرت یا بست و یک کرت ذکر گوید و عدد طاق را لازم شمرد حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ تعالے روحہ فرمودہ اند بسیار گفتن شرط نیست باید کہ ہر قدر کہ گوید از سر وقوف و حضور باشد تا فائدہ این مرتب گردد و چون در ذکر قلبی عدد از بست و یک بگذرد و اثر ظاہر نشود دلیل باشد بہ بیحاصلی آن عمل و اثر ذکر آن بود کہ در زمان نفی وجود بشریت منتفی شود و در زمان اثبات اثرے از آثار تصرف جذبات الوہیت مطالعہ افتد و آنکہ حضرت بزرگ فرمودہ اند کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ست میتواند بود کہ

کیا ہے اور حضور کیا ہی - ہم دیکھتے ہین کہ سب نقصان ہے - باز گشت کرتے ہین اور نئے سر ہی سے عمل کرتے ہین وقوف عددی رعایت عدد کی ہے ذکر مین حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالی سرہ نے فرمایا ہی کہ رعایت عدد کے ذکر قلبی مین واسطے دفع کرنے خواطر متفرقہ کے ہے اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے کلام مین واقع ہی کہ فلان نے فلان کو وقوف عدد فرمایا اوس سے مقصود ذکر قلبی ہی عدد کی رعایت کے ساتھ - نہ فقط عدد کی رعایت ذکر قلبی مین اور ذاکر کو چاہیے ایک سانس مین تین دفعہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار یا اکیس ۲۱ بار ذکر کرے. اور طاق عدد کو لازم کرلے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ روحہ نے فرمایا ہے بہت کہنے کی شرط نہین - چاہیے کہ جسقدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ کہے کہ فائدہ ہو اور جب ذکر کرے قلبی مین عدد اکیس ۲۱ سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہو تو یہ بیحاصلے کی دلیل ہے اوس ذکر کے اور ذکر کا اثر اسے کہتے ہین کہ نفی کے وقت بشریت کی وجود کی نفی ہوجائے اور اثبات کے وقت جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دھیان مین آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہی کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہی ہوسکتا ہے کہ

نسبت با اہل ہدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ
این آثار تصرفات جذبات الوہیت بود
کہ حضرت خواجہ علاء الدین فرمودہ اند چہ
آن کیفیتی و حالتی است کہ موصول ست بمرتبہ
قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف میشود
و نسبت با اہل نہایت وقوف عددی کہ اول
مرتبہ علم لدنی است آن باشد کہ ذاکر
واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب
اعداد کونی ہمچنانکہ واقف است بر سریان
واحد عددی در مراتب اعداد حسابی

شعر

اعداد کون و صورت کثرت نمائشی ست
فالکل واحد یتجلی بکل شان

و یکے از اکابر محققان این مضمون را چنین
گفتہ است ع

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است
ما را شکے نماند درین گر ترا شکے است
در ہر عدد کہ بنگری از روی اعتبار
گر صورتش نہ بینی در مادہ اش یکیست

و در شرح عبارات فرمودہ ع

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساری است احد در ہمہ افراد احد
زیرا کہ عدد گرچہ برون ست ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

تحقیق این وقوف است کہ اول مرتبہ علم لدنیست

اہل ہدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ
تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ
ہے جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہے
اس لئے کہ وہ ایک کیفیت اور حال ہے جو قرب
کے مرتبہ سے وصل ہے۔ اور علم لدنی اوس مرتبہ
مین مکشوف ہوتا ہے۔ اور اہل نہایت کے
نسبت وقوف عددی جو اول مرتبہ علم لدنی
کا ہے یہہ ہو۔ کہ ذاکر واقف ہو۔ واحد حقیقی
کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب مین جیسے
واقف ہے واحد عددی کے سریان کا۔
اعداد حسابی کے مراتب مین ع

جہان کی اعداد اور کثرت ایک نمائش ہے
سب واحد ہے کہ ہر شان مین تجلی کرتا ہے

اور بڑے محققون مین سے ایک بزرگ نے
اس مضمون کو یون فرمایا ہے ع

کثرت جو غور سے دیکھو عین وحدت ہے
مجھہ کو کچھہ شک نہین رہا اگر تجھکو کچھہ شک ہے
...... ہر عدد مین اعتبار کی رو سے
اگر اوسکی صورت نہ دیکھی تو اوسکا مادہ مین

اور شرح عبارات مین فرمایا ہے ع

اہل کشف و اہل خرد کے مذہب مین
واحد سب افراد مین سریان کئی ہوئی ہے
کسواسطے کہ اعداد اگرچہ حد سے باہر ہے
اوسکی صورت اور مادہ واحد ہی ہے

اور حقیقت مین یہ وقوف ہے جو علم لدنی کا

واللہ اعلم بالصواب ۔
پوشیدہ نماند کہ علم لدنی علمی است کہ اہل
قرب را بتعلیم الٰہی وتفہیم ربانی معلوم و
مفہوم میشود نہ بدلائل عقلی وشواہد نقلی
چنانچہ کلام قدیم درحق حضرت خضر عا
فرمودہ و علمناہ من لدنا علما
وفرق میان علم یقینی وعلم لدنی آنست
کہ علم یقینی عبارت از ادراک ذات و
صفات الٰہی است وعلم لدنی کنایت از
ادراک معنی وفہم کلمات از حق سبحانہ
وتعالیٰ بطریق الہام و وقوف قلبی
وآن بر دو معنے محمول است یکے آنکہ
دل ذاکر واقف وآگاہ باشد بحق
سبحانہ وتعالیٰ وآن از مقولہ یادداشت
است حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہ دربعض کلمات قدسیہ خود نوشتہ
اندکہ وقوف قلبی عبارت از آگاہی
وحاضر بودن دل است بجناب حق
سبحانہ وتعالیٰ برآن وجہ کہ دل راہیچ
بایستی غیر از حق سبحانہ وتعالیٰ نباشد
ومعنے دویم آن است کہ ذاکر از دل واقف
بود یعنے دراثنائے ذکر متوجہ قطعہ
لحم صنوبری الشکل شود واورا مجازاً دل
مے گویند ۔ ودر جانب الیسر محاذی
پستان چپ واقع است ۔

واللہ اعلم بالصواب ۔
پوشیدہ نہ رہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ
اہل قرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے
معلوم اور مفہوم ہوتا ہے وہ عقلی دلیلوں کے
اور نقلی شواہد سے نہیں معلوم ہوتا۔ جیسا
قرآن عظیم میں خضر علیہ السلام کے حق میں
فرمایا ہے (اور سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس
سے علم) اور علم یقینی اور علم لدنی میں یہ
فرق ہے۔ کہ علم یقینی ذات وصفات الٰہی کے
ادراک کو کہتے ہیں۔ اور علم لدنی اوسی کہتے
ہیں جو بطریق الہام کے حق سبحانہ کے
کلمات کے معنے ادراک کرتے وقوف
قلبی دو معنی پر بولا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ
ذاکر کا دل واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ
وتعالیٰ سے۔ اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ
نے بعضے کلمات قدسیہ میں آپنے لکھا ہے
کہ وقوف قلبی کہتے ہیں دل کے آگاہی اور حاضر
ہونے کو حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی
وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے
حق سبحانہ تعالیٰ کے نہو۔ اور دوسری معنے
یہ ہیں کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنی ذکر کے
درمیان قطعہ لحم صنوبری شکل کیطرف متوجہ
ہو اور اوسے مجازاً دل کہتے ہیں اور وہ
بائیں طرف پستان کے تلے واقع ہے ۔



واو را مشغول و گویا بذکر گرداند و نگذارد
کہ از ذکر و مفہوم ذکر غافل و زائل گردد۔
حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ
سرہ در ذکر حبس نفس و رعایت عدد
را لازم نمے شمرند۔ اما وقوف قلبی راہر دو
معنے کہ گفتہ اند مہم می داشتند و لازم
می شمردند۔ زیراکہ خلاصہ الخبہ مقصود
است از ذکر در وقوف قلب است

شعر

مانند مرغے باش ہان بر بیضۂ دل پاسبان
کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق و قہقہہ

اور او سکو مشغول اور گویا ذکر سے کرے۔
او سکو چھوڑ نہ دے کہ وہ ذکر اور مفہوم سے
ذکر کے غافل ہو جائے حضرت خواجہ
بہاء الدین قدس سرہ کے ذکر مین حبس اور
عدد کی رعایت لازم نہین گنتے۔ مگر
وقوف قلبی کو دو نو معنے سے جو ذکر
ہوئی ہین ضرور جانتے تھے۔ اور لازم شمار
کرتے تھے۔ اسواسطے کہ خلاصہ مقصود ذکر کا
قلبی ہے

ب

مرغ کیطرح دل کے بیضہ پر نگھبان رہو۔
کہ دل کے بیضہ سے مستی اور ذوق اور خوشی پیدا

فصل

دربیان توجہ و غیر آن۔ طریقہ توجہ اینطائفہ
علیہ و پرورش نسبت باطنی ایشان چنانست
ہرگاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند
اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت از و
یافتہ باشند در خیال در آرند تا آنزمان
کہ اثر حرارت و کیفیت معہودہ ایشان
پیدا شود بعد ازان آن خیال را نفی نکنند
بلکہ آنرا نگاہ دارند و بچشم و گوش و ہمہ
قوی بآن خیال متوجہ بقلب شوند کہ
عبارتست از حقیقت جامع انسانی کہ مجموعہ
کائنات از علوی و سفلی مفصل آن است

فصل

توجہ وغیرہ کے بیان مین + اس طائفہ علیہ کی توجہ کا
طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور
یون ہے کہ جب چاہین دل سے مشغول ہون تو
پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت
حاصل کی ہے خیال مین لائین اوسوقت
تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیت معہودہ ظاہر
ہو۔ اسکے بعد اوس خیال کی نفی نہین کرتے
بلکہ او سے نگاہ رکھتے ہین۔ اور آنکھ اور
کان اور تمام قوی سے اوس خیال کے ساتھ
قلب کی طرف متوجہ ہون۔ جو حقیقت جامع
انسانی ہے جسکے تفصیل کائنات علوی و سفلی ہے

اگرچه آن از حلول در اجسام منزه
است اما چون نسبتے میان او ومیان
این قطعه صنوبری است پس توجه
باین لحم صنوبری باید بود وچشم و
فکر وخیال وہمہ قوی را بران
باید گماشت و ما شک نداریم کہ درین
حالت کیفیت غیبت وبے خودی شروع
شود وآغاز کند آن کیفیت را راہی
فرض باید کرد و ہر خطرہ کہ در آید بتوجہ
بحقیقت قلب خود نفی آن باید
کرد اگر نفی نشود التجا بصورت
آن شخص باید کرد کہ تا باز آن نسبت
پیدا شود آن زمان خود صورت
نفی خواہد شد واما باید کہ شخص
بتوجہ آن صورت را نفی نکند
واگر چنانچہ آن صورت وسواس
نفی نشود چند نوبت باسم
یَا فَعَّالُ بحسب معنے در دل
مشغول شود اگر باین نیز دفع
نشود در دل چند نوبت بتامل
کلمہ لا الہ الا اللہ بدین طریق کہ لا
موجود الا اللہ تصور کند وآن
وسوسہ مشوش از ہر نوع کہ باشد
وچون موجودی است از موجودات
ذہنی بحقیقت آن را بحق سبحانہ وتعالی قائم بیند

اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان میں حلول
کرنے سے پاک ومنزہ ہے لیکن جبکہ نسبت
اوسکے درمیان اور اس قطعہ صنوبری کے
درمیان میں ہے۔ تو توجہ اس لحم صنوبری
شکل کی طرف کرنی چاہیے۔ اور آنکھ اور فکر
اور خیال اور سب قوی کو اوسکی طرف متوجہ
کرے اور ہمیں اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ اس
حالت میں غیبت وبیخودی کی کیفیت دکھائی
دینی شروع ہو۔ اوس کیفیت کو ایک راہ
فرض کرنا چاہیے۔ اور جو خطرہ کہ آوے
اوسکو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے اوسکی
نفی کرنی چاہیے۔ اگر نفی نہوسکے تو اوس
شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پھر وہ
نسبت پیدا ہو جائے۔ اوس وقت خود
صورت نفی کی ہو جائے گی۔ لیکن چاہیے
کہ وہ شخص متوجہ اوس صورت کی نفی نہ کرے۔
اور جو اوس صورت سے وسواس نجائیں تو
کئی بار اسم یَا فَعَّالُ کے معنے سے دل میں
مشغول ہو۔ اور جو اس سے بھی وسواس
دفع نہوں۔ تو دل میں کئی بار تامل کے ساتھ
کلمہ لا الہ الا اللہ اس طریق سے تصور کرے
کہ لا موجود الا اللہ۔ اور وہ وسوسہ جو پریشان
کرنیوالا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود
ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت میں
اوسے حق سبحانہ تعالی کے ساتھ قائم دیکھے

بلکہ عین حق داند زیرا کہ باطل نیز
بعضی از ظہورات حق است کما قال
الشیخ ابو زید قدس سرہٗ **اشعار**

لا تنکر الباطل فی طورہ
فانہ بعض ظہوراتہ
واعط منہ بمقدارہ
حتی تفی حق اثباتہ

وقال الشیخ مؤید الدین الجندی
فی تتمہا ~

فالحق قد یظہر فی صورۃ
ینکرہا الجاہل فی ذاتہ

و شک نیست کہ باین عمل ذوقے شود
و نسبت عزیزان قوت گیرد و
آن زمان آن فکر را نیز نفی
کند و بحقیقت بیخودی متوجہ
شود و از پے آن برود و اگر با
آنکہ لا الہ الا اللہ در دل گوید و
اللہ را بدید و ہدو بدل فرو برد
و آن مقدار مشغول شود کہ بسیار ملول
نگردد و چون بیند کہ ملول خواہد
شد ترک کند و بداند کہ تا دام غیبت
و بیخودے و نسبت عزیزان
در ترقی باشد فکر در حقایق
اشیا توجہ بجزئیات عین کفر است ع
باخودی کفر و بیخودی دین است

بلکہ عین حق جانے۔ اسواسطے کہ باطل
بھی بعضے ظہورات حق سے ہے جیسا
فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس
سرہ نے ~

باطل کا انکار نہ کر اوسکے طور مین
کہ وہ بھی اوسکے بعضے ظہورات سے ہے،
اور اسکا حق اوسکے مقدار سے دے
تاکہ پورا کرے تو اثبات کا حق،

اور کہا ہے شیخ موید الدین جندی نے
اپنے تتمہ مین ~

کبھی حق ظاہر ہوتا ہے کسی صورت مین
کہ جاہل انکار کرتا ہے اُسکی ذات مین

اور شک نہین کہ اس عمل کرنے سے ایک
ذوق ہو۔ اور نسبت عزیزون کی قوت
حاصل کرے اور اوس وقت اوس فکر
کی بھی نفی کرے۔ اور بیخودی کی حقیقت
سے متوجہ ہو اور اوسکا پیچھا پکڑے۔ اور اگر
باوجودیکہ لا الہ الا اللہ دل مین کہے اور اللہ
کو قد دے۔ اور دل مین اندر لے جائے
اور اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہو جائے
اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا۔ ترک کرے۔
اور یہ جان لے کہ جبتک غیبت اور بیخودی
اور عزیزون کی نسبت ترقی مین ہو حقائق
اشیاء مین جزئیات کے طرف توجہ عین
کفر ہے ع باخودی کفر و بیخودی دین ہے

بلکہ فکر در اسمائے صفات حق سبحانہ
وتعالیٰ ہم نباید کرد زیراکہ مطالب
این طائفہ علیہ توجہ بہ نسبتی
است کہ سرحد وادی حیرت
است ومقام تجلی انوار ذات
است وذکر اسما وصفات ہم گنجائش
نیست کہ ازین مرتبہ فرو ترست

شعر

تو مباش اصلا کمال این ست وبس
رو درو گم شو وصال این ست وبس

وباید کہ در بازار و گفتگوی و اکل و
شرب وہمہ حالات آن حقیقت
جامع را نصب العین خود سازد
واورا حاضر داند وبصور جزویہ
از حضرت جامعہ خود غافل
نشود بلکہ ہمہ اشیا را بوے قائم
داند وسعی کند کہ آنرا در ہمہ
موجودات مستحسنہ وغیر مستحسنہ
مشاہدہ نماید تا بجائے رسد
کہ خود را ہمہ بیند وہمہ اشیا را
آئینہ جمال باکمال خود داند
ودر حالت سخن گفتن نیز باید
کہ ازین مشاہدہ غافل نشود بلکہ
گوشہ چشم دل او بدان سو باشد
اگرچہ نظاہر بچیزہای دیگر

بلکہ فکر حق سبحانہ تعالیٰ کے اسماء
وصفات مین بھی نہ کرنا چاہیے اسواسطے
کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اوس
نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادی
حیرت کی سرحد ہی- اور انوار ذات
کی تجلے کا مقام ہے- اور اسمین کچھ شک
نہین کہ اسماء وصفات کا ذکر اس مرتبہ سے نیچے ہی

ترجمہ شعر

تو ہرگز باقی نرہ کمال بس یہی ہے-
جا اوسمین گم ہوجا بس وصال یہی ہے

اور چاہیے کہ بازار مین اور کھانے پینے مین اور
ہرحال مین وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکھون کے
سامنے رکھے- اور اوسے حاضر جانے
اور جزئیہ صورتین دیکھکر اپنے حضرت
جامعہ سے غافل نہو- بلکہ تمام
اشیاء کو اوس کے ساتھ قائم جانے
اور کوشش کرے کہ اوسکو تمام اچھی
موجودات اور بری موجودات
مین مشاہدہ کرے- یہان تک کہ
ایسے مرتبہ کو پہنچ جاوے کہ اپنے
آپ کو بھی سب وہی جانے اور
تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا
آئینہ جانے- اور بات کرنے مین
بھی چاہیے کہ اس مشاہدہ سے غافل
نہو- بلکہ دل کی آنکھ کا گوشہ اوسی طرف

مشغول باشد چنانچہ فرمودہ اند

شعر

از درون شو آشنا و وز برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

و ہر چند کہ صحبت بیشتر باشد این نسبت قوی تر گردد و چون بمرتبہ برسد کہ تفرقہ میان دل و زبان نتواند کردن و خلق اورا از حق حجاب نشود و حق حجاب از خلق نگردد آن زمان تواند کہ بصفت جذبہ در دیگران تصرف کند و از جانب ارشاد دعوت خلق بحق آن کسے را باید کہ باین مرتبہ برسد و باید کہ خود را از غضب راندن نگاہدارد کہ راندن غضب ظرف باطن را از نور معنی بحق و خالی میسازد و اگر ناگاہ غضب واقع شود یا لغزشے دست دہد کہ در تے قوی ظاہر گردد در سر رشتہ نسبت کم گردد و یا ضعف شود غسلے کند اگر قوت مزاج وفا کند با آب سرد صفا میدہد و الا بہ آب گرم و جامہ پاک بپوشد و در خالی جائے دو رکعت نماز بگذارد و چند نوبت بقوۃ نفس برکشد و خود را خالی سازد و بعد ازان ہمان طریق کہ گذشت متوجہ شود و در ظاہر نیز پیش حضرت جامع خود تضرع و بکلی توجہ باو نماید

مشغول ہو۔ چنانچہ فرمایا ہے +

شعر

از درون شو آشنا و وز برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

اور جسقدر صحبت زیادہ ہوگی اوسی قدر نسبت زیادہ ہوتی جائیگی۔ اور جب اس مرتبہ کو پہونچ کہ دل اور زبان میں تفرقہ نکر سکے۔ اور خلقت اوسکو اللہ کا حجاب نہیے۔ اور حق اوسکو خلقت کا حجاب نہو اوسوقت ہو سکتا ہی کہ بصفت جذبہ اور لوگون مین تصرف کرے۔ اور اجازت ارشاد کی خلقت کو اللہ کی طرف بلانی کی اوس شخص کو ہوتی ہے جو اس مرتبہ کو پہونچ جاوی۔ اور چاہیے کہ اپنے تیئن غصہ کرنے سی بچاوے۔ کہ غضب ہونے سی باطن کا ظرف نور معنی سے خالی ہو جاتا ہے اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کچھ قصور ہو جائے کدورت قصور ظاہر ہو۔ اور نسبت کم ہو جاوی تو غسل کرے۔ اگر سرد پانی کی قوت ہو تو سرد پانی سے غسل کرے۔ کہ اس سے صفائی خوب ہوتی ہی۔ اور نہین تو گرم پانی سے نہاوے اور پاک کپڑے پہنے۔ اور خالی جای مین دو رکعت نماز پڑھے۔ اور کئی بار بہت زور سے سانس نکالے۔ اور اپنے تیئن خلا کرے۔ اور پھر اوسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو۔ اور ظاہر مین بھی اپنے حضرت جامع سے عاجزی کرے اور گڑگڑاوے اور بالکل اوس کی طرف متوجہ ہو +

بدانند که این حقیقت جامعه مظهر مجموع ذات
و صفات حق است نه آنکه حق سبحانه
در وے حلول کرده بلکه مظهریه صورت
است در مرأت پس این تشریع بحقیقت
نزد حق سبحانه و تعالے باشد و بعضے
ازین طائفه علیه قدس الله اسرارهم بجاے
توجه شیخ و نگهداشت صورت او نگاه
داشت هیئت رقمے کلمه طیبه یا اسم مبارک
الله مے فرمایند خواه آنرا در خارج
از خویش منظر حس ملاحظه فرمایند خواه
حوالی دل و سینه بتخیل امر کنند و فقیر
دوساله بود که حضرت خواجه هاشم افاض
الله علینا برکاته چون در دهلی تشریف
آورده بودند فقیر را بکتابت اسم مبارک
الله امر فرمودند بعد از مدتے بتخیل
اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم
بسیار غیبت و بیخودی روے میداد
که اصلا گنجایش خطره دیگر نمی شد و خیلی
لذت و اطمینان قلب یافته می شد
و من لم یذق لم یدر مثلے مقرر است
پوشیده نماند که لفظ نسبت و لفظ یار
دو کلمه است که در عبارت و اشارات
خواجگان قدس الله تعالے ارواحهم
بسیار واقع شده است گاہے نسبت
گویند مراد ازان طریقه و کیفیت مخصوصه

اور سید جو لوگ یہ حقیقت جامعہ مظہر ہے مجموعہ
ذات و صفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے
اوسمین حلول کیا ہو۔ بلکہ مظہر صورت کے ہے
آئینہ مین۔ پس یہ تشریع درحقیقت حق سبحانہ
تعالیٰ سے ہے۔ اور بعضے اس طائفہ علیہ کے
بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجاے توجہ شیخ کے
اور اوسکی صورت کی نگاہداشت کی رقمی ہیئت
کلمہ طیبہ کے۔ یا اسم مبارک اللہ کے فرماتے ہین
خواہ اوسکو خارج مین اپنے سے حس کی نظر سے لحاظ
کرین۔ خواہ گرد دل کے اور سینہ کے خیال سے
امر فرماتے ہین اور یہ فقیر دس برس کا تھا کہ حضرت
خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ۔ جب
دہلی مین تشریف لائے تھے۔ فقیر کو فرمایا اللہ
اللہ لکھا کرو۔ ایک مدت کے بعد فرمایا۔ دل کے
گرداگرد خیال سے لکھا کرو۔ بہت غیبت اور
بیخودی ظاہر ہوتی تھی۔ کہ ہرگز کسی خطرہ کو
گنجایش نہ تھی اور نہایت ہی اطمینان قلب
حاصل ہوتا تھا۔ (جس نے نہین چکھا
وہ کیا جانے) ایک مثل مشہور مقرر ہے
پوشیدہ نہ رہے کہ نسبت کا لفظ اور یار کا لفظ
دو کلمہ ہین کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم
کے عبارت و اشارات مین بہت واقع ہوئے
ہین۔ کبھی نسبت کہتے ہین۔ اور اس
سے مراد طریقہ۔ اور کیفیت مخصوصہ ؞ ؞

؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞

وبعضے در ایشان طائفہ طلب دارند وگاہے صفت غالب وگاہے نفس کسے ارادت کنند وگاہے یار گویند ومراد گرانی بے نسبتی دارند چنانکہ فلان بارے آورد یا فلان بارا در بار ساخت وقتی کہ کسے ملاقات کنند کہ بطریقہ ایشان مناسبتے نداشتہ باشد وازنسبت او متاثر شوند اگرچہ آنکس از اہل سلوک یا اہل علم وتقوی باشد زیراکہ نسبت این عزیزان فوق نسبتہا است وہرچہ غیر آن است بار خاطر ایشان ہست و گاہے لفظ بار گویند وازان مرضے و غرضے ارادہ کنند چنانکہ گویند فلان بار فلان بر داشت یا فلان بار بر فلان انداخت مراد ایشان رفع مرض یا حوالہ مرض باشد ومخفی نماند کہ رفع مرض وحوالہ مرض اکثر در طریقہ خواجگان ہست قدس اللہ اسرارہم وحضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ انچہ از اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم منقول است کہ در بار مردم می آیند بیکے از دو صورت می تواند بود یکے آنکہ وقتے کہ آشنائی وعزیزے را مرضے و ملالتے یا ابتلا بمعصیتے عارض می شود ایشان طہارت مے سازند و

اور مقصود واحد مقصد سے کی ہوتی ہے اور کبھی اوس سے مراد صفت غالب و کہ نفس کسی کا ہوتا ہے۔ اور کبھی بار کہتے ہیں اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ فلان بارے آورد یا فلان بارا در بار ساخت جسوقت کسی ایسے سے ملاقات کرتے ہیں۔ جو انکے طریقہ سے مناسبت نہ رکھتا ہو اور اوسکی نسبت سے اونکو اثر ہو اگرچہ وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم وتقوی ہو۔ اسواسطے کہ ان عزیزون کی نسبت سب نسبتون سے فوقیت رکھتی ہے۔ اور جو انکی نسبت کے سوا نسبت ہو وہ انکی بار خاطر ہے۔ اور کبھی لفظ بار کہتے ہیں اور اوس سے کوئی مرض یا کوئی غرض ارادہ کرین جیسے کہین فلان بار فلان بر داشت یا فلان بار بر فلان انداخت تو اس سے انکی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض ہوتی ہے اور پوشیدہ نہ ہے کہ رفع مرض یا حوالہ مرض اکثر خواجگان کے طریق میں ہے قدس اللہ اسرارہم۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا ہے کہ جو اکابر خانوادۂ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے منقول ہے کہ بار مین لوگون کے آتے ہین۔ ایک ان دو صورتون مین سے ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کسی آشنا یا عزیز کو [illegible] مرض یا ملالت یا کسی گناہ مین مبتلا ہو

کہ بدل متوجہ دل طالب شوند و از
برو گذرد آن ارتباط اتصال و اتحادی
میان دل ایشان و باطن آن طالب
واقع می شود و بطریق انعکاس از دل
ایشان پرتو بر باطن وے می تابد
و این صفتے است کہ ناشے از استعداد
ایشان ست کہ بطریق انعکاس در آئینہ
استعداد آن طالب ظاہر شدہ اگر
این ارتباط متصل شود آنچہ بطریق
انعکاس حاصل شدہ بود صفت دوام
پذیرد و تبیین شرائط تصرف و دقائق
آن و تفصیل روش آن بگفتن مرشد
تعلق دارد و منقول است از حضرت
خواجہ محمد یحیے پسر حضرت خواجہ
عبید اللہ احرار قدس اللہ تعالے سرہما
کہ ارباب تصرف بر انواع اند بعضے
ماذون و مختار کہ باذن حق سبحانہ و
تعالی و باختیار خود ہرگاہ کہ خواہند
تصرف کنند و او را بمقام فنا و بیخودی
رسانند و بعضے دیگر از ان قبیلہ اند
کہ باوجود قوت تصرف جز بامر غیبی
تصرف نکنند تا از پیشگاہ مامور نشوند
بکسے توجہ نکنند و بعضے دیگر آن چنانند
کہ ہر گاہ صفتے و حالتے برای ایشان
طالب شود و در غلبہ آن حال در باطن

کہ دل سے متوجہ طالب کے دل کی
ہوتی ہیں ۔ اور بسبب اوس ارتباط
کے اتصال اور اتحاد ان کے دل میں
اور اوس طالب کے باطن میں واقع
ہوتا ہے ۔ اور بطور عکس کے ان کے دل
سے ۔ طالب کی باطن پر پرتو پڑتا ہے
اور یہہ ایک ایسی صفت ہے کہ انکی
استعداد سے ظاہر ہوئی ہے کہ بطریق
عکس کے طالب کے استعداد کے آئینہ
مین ظاہر ہوئی ہے ۔ اگر یہ ارتباط متصل
ہو ۔ تو جو بطریق عکس کے حاصل ہوا تھا
صفت دوام ہو جاتا ہے ۔ اور بیان
شرائط تصرف کا اور اوسکے دقیقہ اور
تفصیل اوسکی روش کی مرشد کے کہنے
سے متعلق ہے ۔ اور منقول ہے حضرت
خواجہ محمد یحیی صاحبزادی حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہما سے ۔ کہ اہل تصرف بہت
طرح کے ہین ۔ بعضے ماذون و مختار ہین کہ
حق سبحانہ تعالی کے اذن سے اور اپنے
اختیار سے جب چاہتے ہین تصرف کرتے
ہین ۔ اور اوسی مقام فنا اور بیخودی
دیتے ہین ۔ اور بعضے اوس قسم کے ہین کہ با
قوت تصرف کے سوائے امر غیبی سے تصرف
نہین کرتے ۔ جبتک اودہر سے امر نہو کسی کی
طرف توجہ نہین کرتے ۔ اور بعضے ایسے ہین کہ انہر

مریدان تصرف کنند واز حال خود
اینان را تا ثمر رسانند پس کسے کہ نہ
مختار بود ونہ ماذون ونہ مغلوب ازو
چشم تصرف نباید داشت ❊ ❊ ❊

مریدوں کے باطن میں تصرف کرتے ہیں اور
اپنے حال کی انہیں اثر پیدا کرتے ہیں۔ تو جو
نہ مختار ہو۔ نہ ماذون ہو اور نہ مغلوب ہو
اوس سے تصرف کی امید نہ رکھنی چاہیے

تمت

کلمات قدسیہ شاہ ولی اللہ صاحب در باب فرقہ صوفیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ تعالیٰ مجزل النعم ودائم الحکم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ **اما بعد** می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ
کہ اوائل صوفیہ متفرق شدند بدوازدہ فرقہ دو فرقہ مردود کہ حلولیہ وحلاجیہ باشند
ودہ فرقہ مقبول وہر صنفے را ازین دہ صنف معاملتے وطریقتے نیکوست اندر مجاہدات
وآداب لطیف بستند ومشاہدات وایشان در معاملات ومجاہدات وریاضات
مختلف اند در اصول وفروع شرع وتوحید متفق اند محاسبیہ منسوب بابی عبد اللہ حارث
بن اسد المحاسبی وقصاریہ منسوب بابی صالح حمدون بن احمد بن عمارۃ القصار وطیفوریہ
منسوب بابی یزید طیفور بن عیسی البسطامی وجنیدیہ منسوب بابی القاسم جنید بن محمد البغدادی
ونوریہ منسوب بابی الحسن احمد بن محمد النوری وسہیلیہ منسوب بسہل بن عبد اللہ التستری وحکیمیہ
منسوب بابی عبد اللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی وخرازیہ منسوب بابی سعید خراز وخفیفیہ منسوب بابی
عبد اللہ محمد بن خفیف الشیرازی وسیاریہ منسوب بابی العباس السیاری ہکذا ذکر الشیخ الہجویری
[illegible] کتابہ کشف المحجوب واین فقیر را بہر طریقہ ازین طرق از جہت خرقہ سلسلہ میرسد وشیخ ابو طالب مکی
[illegible] تا بسہل تستری وغیر ایشان سلسلہ می رسد وہمچنین سایر کبار متقدمین را
[illegible] این سلسلہ منتہی می گردد وچون آن زمانہ گذشت مدار کار بر طریقہ جنیدیہ افتاد
[illegible] بدو نسبت درست کردند ولنذکر ہہنا ما یدل علی اتصال سلسلتنا
الی ہذہ [illegible] بالاجمال **اما الجنیدیہ** فحالہا ظاہر وقد ثبت ان جنید
اصحب حارث بن اسد المحاسبی **واما القصاریہ** فتلقن الشیخ ابو القاسم القشیری

من الشيخ ابى عبد الرحمن السلمى وهو تلقن من الشيخ ابى الحسن بن عيسى وهو تلقن من الشيخ
ابى محمد بن عبد الله بن منازل وهو تلقن من شيخ اهل ملامتية ابى صالح حمدون بن
احمد بن عمارة القصار وهو تلقن من ابى تراب عسكر بن حسين النخشبى وهو
تلقن من حاتم الاصم وهو تلقن من شقيق بن ابراهيم البلخى واما الطيفورية
فالسلسلة الشطارية منتهى الى الشيخ محمد المغربى تلقن من روحانية الشيخ ابى يزيد البسطامى
والشيخ ابو القاسم الكركانى صحب الشيخ ابا الحسن الخرقانى تلقن من روحانية الشيخ ابى
يزيد البسطامى واما النورية فالشيخ ابو مدين المغربى اخذ الطريق عن الشيخ ابى يعزى
وهو عن الشيخ ابى شعيب هو عن الشيخ عبد الجليل وهو عن الشيخ ابى الفضل الجوهرى
وهو عن والده ابى عبد الله الحسين الجوهرى وهو عن الشيخ ابى الحسين النورى رفيق
الجنيد وهو عن السرى واما السهيلية فالشيخ ابو طالب المكى اخذ الطريق عن ابى الحسن
محمد بن ابى عبد الله احمد عن ابيه ابى عبد الله احمد بن سالم البصرى عن سهيل
بن عبد الله التسترى واما الحكيمية فالخواجه نقشبند البخارى تلقن من روحانية شيخ محمد
بن على الحكيم الترمذى واما الخرازية والحقيقة فالشيخ شهاب الدين السهروردى لبس الخرقة عن
عمه القاضى وجيه الدين عمر عن والده محمد عمويه وعن الشيخ اخى فرج بن احمد بها مشاركة
الاخر عباس ابيه عن الشيخ احمد الاسود الدينورى ولباسه عن ممشاد الدينورى ولباس اخى
الفرج الزنجانى عن ابى العباس النهاوندى ولباسه من ابى عبد الله محمد بن خفيف الشيرازى
ولباسه من ابى محمد وقد اخذ عن ابى سعيد الخراز وهو اخذ عن محمد بن منصور
الطوسى وصحبت ذو النون المصرى وسريا السقطى وبشر الحافى والحمد لله رب العالمين

حضرت خواجه عبد الله قدس سره بیتی چند در رساله
فقرات ابراد فرموده اند که مواد ش بطریق اجمال امتحان عدم شعور بحضور حق است
سبحانه وچون فهم معانی آن ابیات در غایت غموض واغلاق   این خاکسار
از جناب مقدس حضرت ولی نعمت التماس کشف مضامین آن
کرامت ترجمان وموافق اصطلاح خاص حضرت ایشان مدظله نمو
قلم ارشاد رقم متصدی کشف وبیان آن گردید ابیات این

ابیات

دوش جاروبی بدستم آن نگار	گفت زین دریا برانگیزان غبار
آب آتش گشت جاروبم بسوخت	گفت از آتش تو جاروبی برآر
کردم از حیرت سجودی پیش او	گفت بی ساجد سجودی خوش بیار
آه بی ساجد سجودی چون بود	گفت بیچون باشد و بی خارخار

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی - دریا عبارت از وجود منبسط است
بر هیاکل موجودات که بصفت وحدت خود جمیع موجودات را درگرفته و جاروب
عبارة است از ذکر لا اله الا الله که نفی الهه باطله می کند ما نند نفی کردن جاروب غبار
خس و خاشاک را از خانه پس در اول حالت اهل ارشاد به نیابة محبوب حقیقی سالکان را
بذکر نفی و اثبات می فرمایند برای نفی الهه باطله هر چند در حقیقت حال هیچ باطله
نیست هر چه هست نوعی از وجود است و جمیع موجودات متلاشی اند در وجود حق
و ذکر نفی و اثبات دلالت می کند بر تمثیل غیری پس مضمون خطاب اهل ارشاد این باشد که از
دریا که محل غبار نیست غباری باید برانگیخت پس چون سالک بتوحید حقیقی مشرف شد اثبات
غیریت از هم پاشید و نفی بیکار گشت و همین ست معنی آتش گشت و جاروبم بسوخت یعنی
تجلی صفت وحدة نفی و اثبات را بیکار ساخت بعد ازان اهل ارشاد به نیابة محبوب حقیقی
فرمودند که مواظبت باید کرد بر شهود وحدت تا رذائل البشریه متلاشی شود و تخلق باخلاق الله
بدست آید و همین ست معنی از آتش جاروبی برآر چون سالک مغلوب توحید بود او را
حیرتی درگرفت و آن حیرت محمود بود که آنجا مظهر بسوی ظاهر مجرد میلانی دارد بالذات و همین
معنی سجده بعد ازان مطلوب فنا و الفنا است که شعور بتوجه نباشد و همین است معنی بی ساجد
[illegible] بهم رسید که توجه مستلزم علم بنفس خود است زیرا که نسبت
[illegible] از جناب حضرت وحدت چنین ناکعش شد که بلبنی الحکال تحنف
[illegible] از علم حضوری حضور ذات شی است نزدیک ذات و آن
[illegible] حقیقی ست اثنینیة اعتباری حالی است بسیط که کثرت نسبتی
[illegible] تازله بنسبت بین آتشکین نحو آن تعبیر توان کرد تمام شد